﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد20 — جمعۃ المبارک20/دسمبر2013ء — 17/صفر 1435 ہجری قمری ❁ 20/فتح 1392 ہجری شمسی — شمارہ51

وفات سے قبل مسواک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے کچھ دیر پہلے حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ حاضر ہوئے۔ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا تو حضرت عائشہؓ نے ان سے مسواک لی اور دانتوں سے نرم کیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا۔ بعض علماء اسے وفات سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل قرار دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی حدیث نمبر 4095)

اسلام اور مسلمان ایسے لفظ ہیں جن کے معنی پر اگر غور کریں تو ایک خوبصورت نام،خوبصورت کام اور خوبصورت اُمّت کا تصور ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے کیونکہ اسلام یا مسلمان کے الفاظ جن حروف سے بنے ہیں اُن کی ہر ترکیب اور ہر ترتیب حفاظت، امن، کامل فرمانبرداری، کمزوریوں سے آزادی، غلطیوں سے آزادی، اخلاقی برائیوں سے آزادی کے معنی دیتی ہے۔

مسلمان علماء کی ایک دوسرے کے خلاف تکفیر بازی کے بعض نمونے۔

ہمیں کافر کہنے والے آپس میں ایک دوسرے کو بھی کافر کہہ رہے ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے مسلمان کی تعریف اور حقیقتِ اسلام کا پُر معارف بیان۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 47ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حدیقۃ المہدی آلٹن میں یکم ستمبر 2013ء بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِی الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ۔ هُوَ مَوْلٰكُمْ۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔(الحج:79)

اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔اس یعنی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی،تاکہ رسول تم سب پر نگران ہو جائے اور تاکہ تم تمام انسانوں پر نگران ہو جاؤ۔پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

اسلام اور مسلمان ایسے لفظ ہیں جن کے معنی پر اگر غور کریں تو ایک خوبصورت نام،خوبصورت کام اور خوبصورت اُمّت کا تصور ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے کیونکہ اسلام یا مسلمان کے الفاظ جن حروف سے بنے ہیں اُن کی ہر ترکیب اور ہر ترتیب حفاظت، امن، کامل فرمانبرداری، کمزوریوں سے آزادی، غلطیوں سے آزادی، اخلاقی برائیوں سے آزادی کے معنی دیتی ہے۔یا دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا مطلب ہے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور اُس سے مضبوط تعلق کا قائم ہونا اور دوسرے بنی نوع انسان سے نیک سلوک، باہم محبت، اتفاق واتحاد کا پیدا کرنا اور فتنہ وفساد کا مٹانا۔پس جب خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا ہو جائے اور اُس کی کامل فرمانبرداری بندہ اختیار کر لے اور بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی کوشش ہو تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے حصار میں آ جاتا ہے اور دنیا کو سلامتی اور امن دینے والا بن جاتا ہے۔پس اس لحاظ سے جو شخص خدا تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنے آپ کو کلیۃً ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرتا ہے، کامل فرمانبردار بن جاتا ہے، وہی مسلم ہے۔اسی طرح جو اپنی ذات کو فتنوں میں پڑنے سے بچاتا ہے۔شرارتوں، خیانتوں،ظلموں میں پڑنے سے بچاتا ہے۔جھوٹ،فریب،بغض اور کینے سے اپنے آپ کو بچاتا ہے وہی مسلم ہے۔اور ان سب باتوں کو کرنے والا حقیقی مسلمان ہے۔اور ان سب باتوں کی تعلیم ہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے۔اور اس تعریف کی رُو سے جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے،اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتا،امن وسلامتی کے بجائے فتنہ وفساد کا موجب بنتا ہے، وہ چاہے لاکھ اپنے آپ کو مسلمان کہے،صرف نام کا مسلمان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لمبے عرصے کے اندھیرے زمانے کے بعد اسلام کا یہ حقیقی ادراک ہمیں عطا فرمایا۔آپ علیہ السلام اسلام کے لغوی معنی اور اس کی تعریف میں بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’واضح ہو کہ لغتِ عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صُلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔

اور اصطلاحی معنی اسلام کے وہ ہیں جو اِس آیت کریمہ میں اُس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرة:113) یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اُس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لیے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اُس کی راہ میں لگا دیوے۔مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

’’اعتقادی‘‘ طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اُس کی اطاعت اور اُس کے عشق اور محبت اور اُس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور ’’عملی‘‘ طور پر اس طرح سے کہ خالصًا للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے۔مگر ایسے ذوق وشوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبودِ حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 58-57)

پس حقیقی مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ادا کرتا ہے اور بندوں کے حقوق بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ادا کرتا ہے اور ان حقوق کی تفصیل ہمیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے بتا دی، جیسا کہ مَیں نے تعریف میں مختصر ذکر کیا ہے کہ مسلمان کون ہے۔دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر کام کرنا اور اُس کی مخلوق کو ہر شر سے محفوظ رکھنا، یہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ: یاد رکھو، یہ دونوں حقوق تم اُس وقت ادا کر سکتے ہو جب اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو، اس کے بغیر نہیں۔ جب ہر عمل کے وقت یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہے۔تمہارا ہر عمل خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھانے والا بن جائے، ہر عمل خواہ وہ عبادتوں کا معیار حاصل کرنے کا ہو یا بنی نوع انسان کا حق ادا کرنے کا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔اور اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرنے کے لئے ہو۔

پھر آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہلِ اسلام سے حقیقی طور پر مُلقّب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اُس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے، اور اپنی اَنانیت سے مع اُس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اُٹھا کر اُسی کی راہ میں نہ لگ جاوے۔پس حقیقی طور پر اُسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اُس کے نفسِ امّارہ کا نقشِ ہستی معہ اُس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن لِلّٰہ ہونے کی نئی زندگی اُس میں پیدا ہو جائے۔اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعتِ

خالق اور ہمدردیٔ مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 61-60)

اسلام کی اور مسلمان کی یہ خوبصورت تصویر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے۔ ایسی خوبصورت تعریف وہی بیان کرسکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو۔ پس اس وضاحت کے بعد کوئی کہہ ہی نہیں سکتا کہ اسلام اور مسلمان کے الفاظ خوبصورت الفاظ نہیں ہیں اور ایسی تعلیم پر عمل کرنے والی قوم خوبصورت اُمّت نہیں ہوسکتی۔

یہ تو ان باتوں سے واضح ہوگیا کہ اسلام کے اور مسلمان کے معنی کیا ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنے والا ہی حقیقی مسلمان ہے۔ لیکن سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا اس کے عملی نمونے ہمیں اس زمانے میں نظر آتے ہیں؟ اگر آتے ہیں تو کہاں؟ اسلام میں بہتّر فرقے ہیں۔ کیا ہر فرقہ اس تعریف کی رُو سے اپنے آپ کو اور دوسرے فرقے کو مسلمان سمجھتا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو پھر اسلام کی تعریف ہر فرقے کے مطابق کیا ہے؟ کیونکہ ہر فرقے کا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ سوال مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی اُٹھتے ہیں اور غیر مسلموں کے ذہنوں میں بھی اُٹھتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان بے چین ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! اس خوبصورت نام اور اس خوبصورت تعلیم کے عملی نمونے ہم کہاں حاصل کریں کیونکہ جب ہم اپنے علماء کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہاں تو ہمیں حقوق کی ادائیگی کے معیاروں کی بجائے دھوکے کے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ کے بجائے خود غرضیوں میں ڈوبے ہوئے کردار نظر آتے ہیں۔ محبتوں کی تعلیم کے بجائے نفرتوں کے لاوے ابلتے نظر آتے ہیں۔ امن کی فضاؤں کے بجائے معصوموں کے خون سے رنگے ماحول نظر آتے ہیں۔ انصاف کے قیام کے بجائے حقوق غصب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ اور رسول کی تعلیم کے نام پر دہشتگردی کے بازار گرم ہوتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کے بجائے انتہا سے بڑھی ہوئی نافرمانی ہر مسلمان کہلانے والے ملک میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے اور غیر مسلم ہیں تو مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر اسلام کو استہزاء اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف دنیا میں نفرتیں پھیلانے کے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑ رہے حتی کہ ہمارے پیارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملوں کا بھی کوئی موقع نہیں چھوڑتے۔

پس یہ باتیں ایک درد رکھنے والے انسان کو پریشان کررہی ہیں کہ افراد سے باہر نکل کر آج ہم اسلام کو اور اُمّت مسلمہ کو کہاں تلاش کریں؟ کس جماعت میں تلاش کریں جبکہ اس وقت جو بہتّر فرقے ہیں اُن میں ہر فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر دوسرے فرقے کو کافر کہتا نظر آتا ہے۔ یہ باتیں کوئی آج کی باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے فیج اعوج کا زمانہ شروع ہوا ہے، جب سے اندھیرا دور شروع ہوا ہے یہ کفر کے فتوے عام ہونے شروع ہوئے اور آج تک دیئے جارہے ہیں۔ چند نمونے ان فتاویٰ کے مَیں پیش کردیتا ہوں۔ ان فتاویٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو بے چین کردیا ہے۔ وہ تعلیم جو پیار اور محبت اور بھائی چارے کی تعلیم ہے، جو کہتی ہے کہ ’’رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ‘‘ آپس میں پیار اور محبت اور ملاطفت سے رہو اور پیش آؤ، وہ تعلیم جو کہتی ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:95)۔ اور جو تمہیں سلام کہے اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اس پیار سے رہنے کی بجائے نفرتیں پنپ رہی ہیں۔ سلام پھیلانے والوں کو کہا جاتا ہے کہ تم مومن نہیں کافر ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک دوسرے کے خلاف فتووں کے انبار ہیں، چند نمونے پیش کر دیتا ہوں۔

1883ء کے فتوے ہیں، بہت پرانے زمانے سے شروع ہوئے ہیں کہ علمائے اہلِ سنّت سے پوچھا گیا کہ جو غیر مقلدین گروہ ہے اُن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ پس جواب ملتا ہے۔

’فرقہ غیر مقلدین جن کی علامت ظاہری اس ملک میں آمین بالجہر (یعنی آمین پکار کر کہنا) اور رفع یدین اور نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے اَلْحَمد پڑھنا، اہلسنّت سے خارج ہے اور مثل دیگر فرقہ ضالّہ، رافضی، خارجی وغیرہما کے ہیں۔ کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہلسنّت کے ہیں‘۔

پھر کہتے ہیں کہ غیر مقلّدوں سے مخالطت اور مجالست کرنا، ملنا جلنا اور اُن کو اپنی خوشی سے اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے کیونکہ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہلِ بدعت ہیں نہ اہلسنّت اور مجالست اور مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہے۔

پھر ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اُن کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مذکورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں۔

(نقل فتویٰ مطابق اصل مطبوعہ رمضان 1300ھ مطبع فیض محمد واقعہ لکھنؤ۔ دھرم سہائیک پریس لودیانہ باہتمام منشی مادھوسروپ صاحب۔ مطبوعہ 15 اکتوبر 1883ء بحوالہ فتاویٰ کفر صفحہ 66)

پھر پچاس ساٹھ سال پہلے 1952ء میں، اس زمانے کے ایک مولوی منور دین صاحب منگلا چک، سرگودھا کے تھے، فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ برسرِ اقتدار آ گئے تو عمر بن عبدالوہاب یا اسماعیل شہید تو اُن کے ہاتھ نہ لگیں گے، ہم ہی ہیں جو اُن کی گولی کا اوّلین نشانہ بنیں گے۔ ہم کو ان لوگوں سے کسی بھلائی کی امید نہ رکھنی چاہئے اور مرزائیوں سے بڑھ کر ان لوگوں کے عقائدِ شرکیّہ کو ردّ کرنا چاہئے۔ اگر مرزائی اس وجہ سے کافر بن سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک انسان میں وہ صفات اور کمالات ثابت کئے جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں میں پہلے پائے جاتے تھے تو یہ لوگ جو ہزاروں انسانوں میں خدائی صفات ثابت کرتے ہیں، یقیناً مشرک اور اذلّ ہیں۔

(مکتوب بنام علماء صفحہ 13-12 (1952ء) منجانب مولوی منورالدین۔ مطبوعہ خالد پریس سرگودھا، بحوالہ فتاویٰ کفر صفحہ 81)

پھر ایک مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری تھے، انہوں نے 1983ء میں فتویٰ دیا۔ یہ 1974ء میں ہمیں خارج کرنے کے بعد کا فتویٰ ہے کہ دیوبندی اپنے عقائدِ کفریہ کے باعث اسلامی برادری سے خارج ہیں۔ نہ اُن کی نماز نماز ہے، نہ جماعت جماعت ہے۔ مولائے کریم ہمیں اور آپ کو اہلسنت پر ثابت قدمی بخشے۔

(احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد اول صفحہ 342 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز ایڈیشن 2008ء)

پھر مجموعہ فتاویٰ بریلوی جو 2004ء میں شائع ہوا، اس میں کہتے ہیں کہ دیوبندی عقیدے والے بسبب توہین اللہ اور رسول، کافر و مرتد بے دین ہیں اور ایسے کہ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا۔ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ کہ جو اُن کے کفریات پر مطلع ہو کر اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی اُنہی کی طرح ہے۔ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی پڑھانی حرام قطعی و گناہِ شدید ہے۔ عزّ وجل فرماتا ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ۔ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ۔ (التوبۃ:84) کبھی نماز نہ پڑھ اُن کے کسی مردے پر، نہ اُس کی قبر پر کھڑا ہو۔ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور مرتے دم تک بے حکم رہے۔ لہٰذا زید اور جن لوگوں نے دیوبندی جانتے ہوئے اُس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اُس کے لئے دعائے مغفرت کی، وہ لوگ توبہ و استغفار کریں اور بعد تجدیدِ ایمان، بیوی والے ہوں تو تجدیدِ نکاح بھی کریں۔

(مجموعہ فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 90 مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور ایڈیشن اول 2004)

پھر گورنر پنجاب جنہوں نے ایک عیسائی لڑکی کی حمایت کی تھی کے بارے میں فتویٰ تھا کہ سلمان تاثیر صاحب دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے ہے اور اُن کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر گستاخ رسول، آسیہ کو چھڑوانے کی وجہ سے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے۔ اُن کا نکاح ٹوٹ گیا۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں گے، منافق اور مرتد کے زمرے میں رہیں گے۔ اور مرتدہ آسیہ واجب القتل ہے۔ اگر عدالت کا فیصلہ نہ بھی آتا تو اسلام کی رُو سے وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ اس پر امتِ مسلمہ کا چودہ سو سال سے اجماع ہے۔ دارالعلوم حزب الاحناف میں جیّد مفتیانِ عظام اور شیخ الحدیث اور علمائے دین کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت صاحبزادہ علامہ پیر سید مفتی مصطفیٰ اشرف رضوی نے کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر فتویٰ جاری کیا گیا کہ گورنر سلمان تاثیر مرتد اور منافق ہے۔ اسلام کی رُو سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہیں۔

(روزنامہ پاکستان لاہور 25 نومبر 2010ء صفحہ 2،5)

تو یہ ہے ان لوگوں کے فتووں کا حال۔ ہمیں کافر کہنے کے بعد جو خود مسلمان بنے تھے وہ بھی آپس میں کافر کہہ رہے ہیں۔ یہ ان فتاویٰ کی ایک جھلک ہے۔ اور آج نہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ، ہمیشہ سے یہ علماء ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے دیتے آئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو کافر کہتے ہیں لیکن اپنے ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی قائم ہیں۔

اگر ہمیں کافر کہتے ہیں تو یہ فکر کی بات نہیں ہے، یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی۔ روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ بن سفیان ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ سنو! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ سنو یقیناً تم سے پہلے اہلِ کتاب بہتّر (72) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یقیناً یہ ملّت تہتّر (73) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ بہتّر (72) آگ میں ہوں گے اور ایک جنّت میں ہوگا اور وہ جماعت ہوگی۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب شرح السنۃ حدیث نمبر 4597)

پھر حضرت عوف بن مالک کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امّت ستّر سے زائد فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ میری امّت میں فتنہ کے لحاظ سے سب سے بڑی وہ قوم ہوگی جو معاملات کو اپنی آراء پر قیاس کریں گے جس کے نتیجہ میں وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیں گے۔

(المستدرک للحاکم جلد 6 صفحہ 2266 کتاب معرفۃ الصحابہ ذکر مناقب عوف بن مالک الاشجعی حدیث نمبر 6325 مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز سعودی عرب 2000ء)

ان احادیث پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے، صرف اتنا کہوں گا کہ آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو بحیثیت جماعت ایشیا میں بھی جانی جاتی ہے اور یورپ میں بھی۔ افریقہ میں بھی جانی جاتی ہے اور امریکہ میں بھی۔ آسٹریلیا میں بھی جانی جاتی ہے اور جزائر میں بھی۔ اور یہی ایک جماعت ہے جس کے خلاف باقی بہتّر (72) فرقوں کے فتوے موجود ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ جیسا حدیث میں ذکر ہے کہ خود ہی بغیر دلیل کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے ہیں۔ ان کے اندرونے میں جھانکیں تو شرم آتی ہے کہ اللہ اور رسول کے نام پر اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے کے لئے قرآن کے واضح احکامات کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔ بعض ایسی باتیں پتہ لگتی ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال یہ تو ان کے عمل ہیں، ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوگا، ہم ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگاتے۔

اس وقت میں یہ بتاؤں گا کہ خدا تعالیٰ کیسے عمل کرنے والوں کو اور کس طرح زندگیاں گزارنے والوں کو مسلمانوں میں شمار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس کو مسلمان کہتا ہے۔ پہلے میں اس حوالے سے قرآن شریف کی دو آیات پڑھ بھی آیا ہوں، یہ سورۃ بقرۃ کا حوالہ ہے۔ فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرۃ:137) کہ تم کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد کی طرف اتارا گیا۔ اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو سب نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مُسلم وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لاتا ہے۔ کامل فرمانبرداری تبھی ہوتی ہے۔ اور نبی ہونے کے لحاظ سے کسی نبی میں فرق نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ (البقرۃ:286) اور ہم اس کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں۔ پس ہمیں جن انبیاء کا علم قرآنِ کریم سے دیا گیا ہے، اُن پر تو نام کے لحاظ سے ایمان لاتے ہیں اور باقی جن کا ذکر نہیں اُن پر اس ارشاد کے تحت کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادے بھیجے، نبی بھیجے جو قوم کو ڈرائیں اور صحیح راستے پر لائیں۔ پس ہم خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق اس یقین پر قائم ہیں اور ہر مسلمان کو ہونا چاہئے کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ کا نبی آیا اور ہم سب کو سچا سمجھتے ہیں جتنے بھی آئے۔ پس جو تمام نبیوں کی نبوت کا اقرار کرے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق مسلم ہے۔

پس جب ہم حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہم مسلمان ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی اس بات کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کہ آخری زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا تو اس کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہی ہو گا کیونکہ وہ آپ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے ہی

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر277

مکرمہ ہالہ شحاتہ عطیہ صاحبہ (1)

مکرم ہالہ شحاتہ عطیہ صاحبہ کا تعلق مصر سے ہے۔ انہوں نے کیمسٹری کی تعلیم حاصل کی لیکن زندگی میں پے درپے رونما ہونے والے واقعات نے انہیں دینی علوم کے بارہ میں ریسرچ کرنے پر مجبور کر دیا جس کے بعد انہوں نے کچھ کتابیں بھی تالیف کیں، نیز مختلف اسلامی موضوعات پر مضامین لکھے۔قبولِ احمدیت کے بعد ان کے بعض مضامین رسالہ التقویٰ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ گہرا علمی مزاج اور پختہ سوچ رکھنے کی وجہ سے ان کی تحریر میں بھی قوت اور دلیل کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ ان کا احمدیت کی طرف سفر بھی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ وہ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

مذہبی بنیاد پر تقسیم کا ادراک

قبولِ احمدیت کے بعد جب میں اپنی گزشتہ زندگی کے واقعات پر غور کرتی ہوں تو اسی نتیجہ پر پہنچتی ہوں کہ شاید ان میں سے ہر واقعہ احمدیت تک پہنچنے کے لئے سیڑھی کے مختلف زینوں کے مترادف ہے جن کے ذریعہ بالآخر میں ظلمات کی دنیا سے عالمِ نور تک پہنچ گئی۔

پرائمری سکول میں ہمارے ہاں مسلمان اور عیسائی طالب علموں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور ان دونوں کلاسوں کے مابین دینی امور پر بات کرنا تقریباً منع ہے۔ میرے دل میں عیسائی مذہب کے بارہ میں جاننے کی خواہش اسی بچپن کے زمانہ میں پیدا ہوئی۔ میں نے ایک عیسائی طالبہ کے ساتھ اس بارہ میں کچھ بات بھی کی لیکن مجھے کوئی واضح جواب نہ مل سکا۔ ہاں جو بات مجھے پتہ چل سکی وہ یہ تھی کہ عیسائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف ہیں اور ان کے بالمقابل یسوع سے محبت کرتے ہیں۔ میرے لئے یہ بات تعجب انگیز تھی اور اس سے زیادہ یہ کہ عیسائی یسوع کو اپنا خدا سمجھتے ہیں۔ کبھی کبھی میں عیسائیوں کے پاس یسوع کی بعض تصاویر دیکھتی تو سوچنے لگ جاتی کہ یہ لوگ ایک انسان کو خدا کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ اگر یسوع خدا ہے تو انہیں کیسے پتہ چل گیا کہ اس کی شکل وصورت ایسی ہے؟ اس قسم کی سوچوں کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ اس دنیا میں دو فریق رہتے ہیں ایک مسلمان اور دوسرے عیسائی۔ باوجود اس نتیجہ پر پہنچنے کے میرا دل یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں یا کوئی ایسا بھی ہوسکتا ہے جسے آپؐ سے نفرت ہے۔

دن گزرتے گئے حتی کہ میرے والدین کو ایک پڑوسی عربی ملک میں کام مل گیا اور ان کے ساتھ مجھے بھی وہاں شفٹ ہونا پڑا۔ مجھے وہاں ایک سکول میں داخلہ دلوا دیا گیا۔ ہماری سکول کی بس کا ڈرائیور ایک ہندو تھا۔ جب مجھے ان کے بارہ میں پتہ چلا کہ وہ گائے کو مقدس سمجھتے ہیں تو میں نے معاً کہا کہ پھر تو یہ ہم سے مختلف مخلوق ہیں۔ اس واقعہ کے بعد سوچتے سوچتے میں اس حقیقت کے ادراک تک پہنچ گئی کہ دراصل لوگ تو بے شمار مذاہب اور فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جن کے عقائد اور عبادات بالکل مختلف ہیں۔ یہ سوچ کر میرے دل میں ان سب کے عقائد جاننے کی خواہش بھی پیدا ہوتی تھی لیکن چھوٹی عمر کی اس معصوم خواہش کو پورا ہونے کے لئے شاید کئی برس درکار تھے۔

حقیقت ومجاز کی اہمیت کا سبق

مجھے یاد ہے کہ میرے مرحوم والد صاحب جب ہمیں کوئی بات سکھانا چاہتے تو ہمارے ساتھ اس طریق پر بات کرتے کہ ہم خود بخود ہی اس کے بارہ میں سوچنے لگتے۔ اس بنا پر میں اکثر سوچتی ہوں کہ شاید شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے مجھے احمدیت کے دلائل قبول کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ احمدیت عقل اور منطق اور دلیل کے ساتھ بات کرتی ہے اور یہی بات میری فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی۔

میری عمر کچھ بڑی ہوئی تو میں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔ اس دوران یہ آیت خاص طور پر میری توجہ کا مرکز بنی: { وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَالَيْتَنِيْ لَمْ أُوْتَ كِتَابِيَه } (الحاقة:27) یعنی جس کو بروز قیامت اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا کہ کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ ہی دیا جاتا۔ یہ آیت پڑھ کر میں بہت خوفزدہ ہوئی کیونکہ میں بچپن سے ہی بائیں ہاتھ سے ہر کام کرتی ہوں۔ اس آیت سے میں نے یہی سمجھا کہ بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ میں نے سوچا کہ روزِ قیامت غلطی سے اگر میں نے اپنا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو کیا محض اس غلطی کی وجہ سے مجھے آگ میں ڈال دیا جائے گا؟ جب میں نے اپنی اس تشویش کا ذکر اپنے والد صاحب سے کیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھے یہ عظیم درس دیا کہ آیات کے ظاہری معنوں کی بجائے ان کا مقصد اور صحیح مفہوم سمجھنا چاہئے۔ اس آیت میں دائیں اور بائیں ہاتھ میں اعمال دیئے جانے سے نیک وبد شخص کی مثال بیان ہوئی ہے۔ والد صاحب کی اس تفسیر سے مجھے حقیقت ومجاز اور بلاغت کے معنوں سے پہلی دفعہ آشنائی ہوئی، اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ کا دین اور اس کی تعلیم عقل اور فطرت سے ہرگز متصادم نہیں ہے۔

دلِ محزون وچشمانِ پُر از اشک

اس کے بعد میری زندگی میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس کے بعد میں روز بروز احمدیت کے قریب سے قریب تر آتی چلی گئی۔ یہ واقعہ میری شادی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے نہایت قابل اور وجیہ شکل خاوند سے نوازا۔ ہمارا تعلق اور مثالی گھریلو ماحول ایسا جنت نظیر تھا جس سے بڑھ کر میں شاید تصور بھی نہ کرسکتی تھی۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ عسکری لباس میں ملبوس فوجی افسروں کا ایک جم غفیر میری طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ میرے قریب پہنچ کر کسی قدر تردد اور خوف کا اظہار کرتے ہوئے شاید کوئی بری خبر سنانا چاہتے ہیں۔ مَیں خطرہ کو محسوس کر کے ان سے کہتی ہوں کہ میرا خاوند بھی تو فوج میں افسر ہے، پھر وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آیا؟ وہ کہاں ہے؟ یہ سن کر وہ ایک طرف ہٹ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے ایک بڑا سا تابوت دکھائی دیتا ہے۔ وہ اسے کھولتے ہیں تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا خاوند کفن میں ملبوس اس تابوت میں مردہ حالت میں پڑا ہے۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔ لیکن عین اسی لمحے میرے فون کی گھنٹی بجی جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ سب کچھ محض خواب تھا اور حقیقت میں سب خیر وعافیت ہے۔ لیکن مجھے اس بات کی خبر ہی نہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے یہ رؤیا مجھے اس بھاری صدمہ کو برداشت کرنے کی تیاری کے لئے دکھایا ہے۔ کیونکہ اس رؤیا کے محض چند دنوں کے بعد ہی کار کے ایک حادثے میں میرے خاوند کی وفات ہوگئی۔ اور فوجی افسروں کے ایک جم غفیر نے اس کے جنازہ میں شرکت کی کیونکہ وہ نہ صرف ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے حسین وجمیل تھا بلکہ اخلاق واطوار اور اپنے کام سے مخلص ہونے کے اعتبار سے بھی ہر دل عزیز تھا۔

میرے لئے یہ صدمہ کس قدر المناک ثابت ہوا؟ یہ ایسی داستان ہے جسے شاید میں الفاظ میں بیان بھی نہ کرسکوں گی۔ اس لئے اسے چھوڑتے ہوئے صرف اتنا کہتی ہوں کہ با دلِ محزون وچشمانِ پُر از اشک صبر کنم۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

توجّہ اِلی اللّٰہ اور زیارتِ رسولؐ

خاوند کی وفات کے المناک حادثہ نے مجھے توجہ الی اللہ کی طرف مائل کر دیا اور مجھے آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے کی فکر لاحق ہوئی۔ شاید مروجہ عقائد اور خیالات کے پیش نظر ان اعمال حسنہ کے ذریعہ میں چاہتی تھی کہ خدا تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور مجھے اپنے خاوند کے ساتھ جنت میں ملا دے۔ گویا میں نے اپنی جہالت کی وجہ سے خدا کی رضا کو اپنی خواہش کی تکمیل کا ایک ذریعہ بنانے کی کوشش کی۔

ایک روز نماز فجر کے بعد میں سوچنے لگی کہ آخر اس ابتلا میں کیا حکمتِ الٰہی مضمر تھی جو مجھے اپنے سب سے قریب اور عزیز ترین شخص کے فراق کی صورت میں برداشت کرنا پڑا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں اس دکھ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ کلمۂ کفر ہی نہ ہو لہٰذا میں نے استغفار کرنا شروع کر دیا۔ لیکن دکھی دل کی پکار اور تضرع نے میرے اندر آگ لگا دی جسے بجھانے کے لئے اشکوں کی برسات امڈ آئی۔ اور جب میری آنکھیں اشکوں کے ساگر انڈیل انڈیل کر تھک گئیں تو نہ جانے کب بند ہوگئیں اور کب مجھے نیند آ گئی، اور میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے متعلق خواب میں ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے ایک سفید رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کے کندھوں اور بازؤوں سے زرد رنگ نمایاں تھا۔ آپ کے دونوں ہاتھوں میں قرآن کریم تھا جو کھلا ہوا تھا۔

میں روتی روتی سوئی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہونے کی وجہ سے بیداری پر میرے رُوئیں رُوئیں سے مسرتیں پھوٹ رہی تھیں۔ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو خواب سنائی تو انہوں نے کہا کہ شاید خدا تعالیٰ نے تمہیں تسلی دلانے کے لئے یہ رؤیا دکھایا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی فوت ہوسکتی ہے تو پھر تمہیں بھی اپنے خاوند کی وفات پر اس قدر ہم وغم کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ صبر اور دعا کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ میں والدہ صاحبہ کی تعبیر سے کسی قدر مطمئن ہو گئی۔

کانا دجال

لیکن کچھ عرصہ کے بعد میں نے ایک اور رؤیا دیکھا جس نے مجھے نہایت متعجب اور حیران کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ جیسے یومِ حشر برپا ہے اور ہر طرف نفسانفسی کا عالم ہے۔ اس حشدِ کبیر کے عین وسط میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کی صرف ایک ہی آنکھ تھی جبکہ دوسری آنکھ کی جگہ بالکل صاف تھی۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے مابین ایک تکون کی شکل میں چند حروف لکھے ہوئے تھے۔ لوگ اس کے ساتھ اور پیچھے اس کی تعظیم کرتے ہوئے چل رہے ہیں اور اس کے لئے رستہ صاف کر رہے ہیں۔ میں لوگوں کے اس رویّے پر سخت کوفت محسوس کرتی ہوں اور انہیں یہ کہتے ہوئے اس شخص سے دُور کرنے کی کوشش کرتی ہوں کہ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ شخص کتنا بدصورت اور شریر نظر آتا ہے، اس سے دُور ہو جاؤ کہیں یہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ ایسے میں مَیں نے ایک عورت کو دیکھا جس کی مسکراہٹ سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ ساری صورتحال کے پیش نظر مجھے کوئی نصیحت کرنا چاہتی ہے۔ اس نے آ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں اور کیا آپ دیکھتی نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے اس کا یہی جواب دیا کہ میرا نام فاطمہ ہے۔ پھر وہ مجھے اس جگہ سے بہت دُور لے گئی اور ہم ایک سیڑھی پر چڑھنے لگے۔ اوپر پہنچنے کے بعد میں نے دیکھا کہ ہم ایک نہایت پُرسکون اور خوبصورت مقام پر آ پہنچے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

مجھے قلتِ علم کی وجہ سے اس رؤیا کی کوئی سمجھ نہ آئی اور سوچنے لگی کہ یہ بدصورت شخص کون ہوسکتا ہے؟ اور فاطمہ کون ہے؟ جب میں نے اپنے گھر میں اس رؤیا کا ذکر کیا تو میں نے دیکھا کہ میرا بھائی حیرت وتعجب کی تصویر بن گیا اور اس نے کہا کہ تم نے خواب میں کانے دجال کو دیکھا ہے جس نے آخری زمانے میں ظاہر ہونا ہے۔ اس کی حیرت میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب میں نے اس بدصورت شخص کی آنکھ کا پورا نقشہ اور تکون کی شکل میں لکھے ہوئے حروف کے بارہ میں وضاحت کی۔ پھر اگلے روز وہ دجال کے بارہ میں ایک کتاب لایا جسے ہم نے مل کر پڑھا۔ اس کتاب میں ہم نے تمیم الداری والی حدیث بھی پڑھی اور یہ جان کر ہماری حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا کہ اس حدیث کی راویہ کا نام فاطمہ بنت قیس ہے۔ زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ رؤیا میں دیکھی جانے والی ہر بات واضح اور حقیقت پر مبنی تھی۔

میرے ساتھ ایک بار پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا تھا کہ میں نے اپنے خاوند کی وفات کے بارہ میں رؤیا دیکھا اور وہ بعینہٖ پورا ہو گیا۔ اب اس رؤیا میں دیکھے گئے تمام مناظر احادیث میں مذکور دجال کی صفات سے ہی عبارت تھے اور مجھے اندر ہی اندر اس رؤیا کے بھی ظاہری طور پر پورا ہونے کا یقین تھا۔ لیکن یہ خیال میرے ذہن میں کبھی نہیں آیا تھا کہ ہم اس وقت کانے دجال کے زمانے میں ہی جی رہے ہیں۔ بہرحال میں نے اس رؤیا سے نیک شگون ہی لیا کیونکہ میں نے خواب میں دجال کی پیروی نہیں کی تھی بلکہ دیگر لوگوں کو بھی اس سے دور رکھنے کی کوشش کی اور بالآخر میں دجال اور اس کے پیروکاروں کی دنیا سے الگ ہو کر ایک سیڑھی کے ذریعہ قدم بقدم ایک بلند مقام کی طرف بڑھتی گئی یہاں تک نہایت خوبصورت، وسیع اور پرامن مقام تک پہنچ گئی۔

(باقی آئندہ)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کے تین شاہد

(تحریر فرمودہ: سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

30 ستمبر 1936ء کا دن یوم تبلیغ کے طور پر منایا گیا۔ اس موقع کی مناسبت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مبنی ایک مضمون تحریر فرمایا۔ ذیل میں یہ مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ مضمون انوار العلوم جلد 13 صفحہ 463 تا 475 سے لیا گیا ہے۔ (مدیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

”انسانی کامیابی کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہے:

اوّل اعتقادات کی درستی کہ خیالات کی درستی کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ خیال کی حیثیت روشنی کی ہوتی ہے اور اس کے بغیر انسان اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

دوسرے عمل کی درستی۔ عمل اگر درست نہ ہو تب بھی انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ عمل کی مثال ہاتھ پاؤں کی ہے اگر ہاتھ پاؤں نہ ہوں تب بھی انسان اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔

تیسرے محرک۔ اگر محرک نہ ہو تب بھی انسان کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ خیالات خواہ درست ہوں، عمل خواہ درست ہو لیکن محرک موجود نہ ہو تو انسان کے عمل میں استقلال نہیں پیدا ہوتا۔ استقلال جذبات کی شدت سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جب جذبات کمزور ہوں تو انسان استقلال سے کام نہیں کرسکتا۔

اَب اے دوستو! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کے سینہ کو حق کے لئے کھولے اگر آپ غور کریں اور اپنے دل سے تعصّب کے خیالات کو دور کردیں اور ہار جیت کی کشمکش کو نظر انداز کردیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ **بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے وقت بھی اور آج بھی یہ تینوں باتیں مسلمانوں سے مفقود ہیں اور صرف بانی سلسلہ احمدیہ کی بدولت یہ تینوں چیزیں جماعت احمدیہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں** جو اس امر کا ثبوت ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس کی طرف سے مامور۔

اے دوستو! میں کس طرح آپ کے سامنے اپنا دل چیر کر رکھوں اور کس طرح آپ کو یقین دلاؤں کہ آپ کی محبت اور آپ کی خیر خواہی میرے دل میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اور اگر ایک طرف میرے ہر ذرّہ جسم پر اللہ تعالیٰ کی محبت قبضہ کئے ہوئے ہے تو دوسری طرف اسی کے حکم اور اسی کے ارشاد کے ماتحت آپ لوگوں کی خیر خواہی اور آپ کی بھلائی کی تڑپ بھی میرے جذبات میں ایک تلاطم پیدا کررہی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں آپ کو دھوکا دینے کیلئے یہ سطور نہیں لکھ رہا نہ آپ کو شرمندہ کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں اور نہ آپ پر اپنی بڑائی جتانے کے لئے لکھ رہا ہوں بلکہ میرا پیدا کرنے والا اور میرا مالک جس کے سامنے میں نے مر کر پیش ہونا ہے اس امر کا شاہد ہے کہ میں آپ کی بہتری اور بہبودی کیلئے یہ سطور لکھ رہا ہوں اور سوائے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے میری اور کوئی غرض نہیں اور اس لئے ہی آپ سے بھی خواہش کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل سے اس امر پر غور کریں کہ کیا یہ تینوں باتیں جو مذہب و جماعت کی ترقی کیلئے ضروری ہوتی ہیں دوسرے مسلمانوں میں موجود ہیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر آپ غور کریں کہ میں جو آپ کو کامیابی کی راہ کی طرف بلاتا ہوں آپ کا دوست ہوں یا وہ لوگ جو آپ کو اس سے روکتے ہیں وہ آپ کے دوست ہیں؟ میں آپ کو تفصیل میں ڈالنا پسند نہیں کرتا اور ایک مختصر اشتہار میں تفصیل بیان بھی نہیں کی جاسکتی مگر **میں اعتقادات میں سے صرف ایک اعتقاد کو لے لیتا ہوں اور وہ وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا عقیدہ ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعویٰ کیا اُس وقت سب مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں یہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آئندہ کسی وقت دنیا میں تشریف لائیں گے اور کافروں کو قتل کرکے اسلامی حکومت قائم کریں گے۔ ہر تعلیم یافتہ آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ خواہ غلط ہو خواہ صحیح قوم کے خیالات اور اعمال پر کیسے گہرے اثر ڈال سکتا ہے اور مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر سمجھا جاسکتا ہے کہ ایسا ہی ہوا بھی۔

جب مرزا صاحب علیہ السلام نے یہ اعلان کیا کہ یہ عقیدہ نہایت خطرناک ہے اُس وقت صرف سرسید اور ان کے ہمنوا وفاتِ مسیح کے قائل تھے مگر اس وجہ سے نہیں کہ مسیح کا زندہ آسمان پر ہونا قرآن کریم کے خلاف ہے بلکہ اس لئے کہ یہ اَمر قانونِ قدرت کے خلاف ہے اور چونکہ سرسید قانونِ قدرت کے خلاف جسے وہ معلومہ سائنس کے مترادف خیال کرتے تھے کوئی فعل جائز نہ سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس عقیدہ کا بھی انکار کیا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ مذہب سے لگاؤ رکھنے والوں کے لئے یہ دلیل تسلی کا موجب نہیں ہوسکتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو صرف اس کے ارادہ کی حد بندیوں میں رکھنے کی اجازت دے سکتے ہیں اور انسان کے محدود تجربہ کو قانونِ قدرت کا عظیم الشان نام دینے کو تیار نہیں ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب بانی سلسلہ احمدیہ نے اس دعویٰ کو پیش کیا تو سب فرقوں کی طرف سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور آپ کو معجزات کا منکر اور نبوت کا منکر اور قدرتِ الٰہی کا منکر اور مسیح ناصری کی ہتک کرنے والا اور نہ معلوم کیا کیا کچھ قرار دیا گیا۔ اس واقعہ کو صرف سینتالیس سال کا عرصہ ہوا اور ان تماشوں کو دیکھنے والے لاکھوں آدمی اَب بھی موجود ہیں۔ ان سے دریافت کریں اگر آپ اس وقت پیدا نہ ہوئے تھے یا بچے تھے اور پھر سوچیں کہ مسلمانوں کے دل پر اس عقیدہ کا کتنا گہرا اثر تھا۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اعلان وفاتِ مسیح سے وہ یوں معلوم کرتے تھے کہ گویا ان کا آخری سہارا چھین لیا گیا ہے لیکن آپ نے اس مخالفت کی پرواہ نہ کی اور برابر قرآن کریم، حدیث اور عقل سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرتے چلے گئے۔ آپ نے ثابت کیا کہ:۔

(1) قرآن کریم کی نصوصِ صریحہ مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ قرار دیتی ہیں۔ مثلاً وہ مکالمہ جو قیامت کے دن حضرت مسیح علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوگا اور جس کا ذکر قرآن کریم میں، سورۃ المائدۃ: 118-117 میں، ہے صاف بتاتا ہے کہ مسیحی لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے مشرک نہیں بنے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی لوگ ابھی حق پر ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ہی نہیں پیدا ہوئی۔

(2) احادیث میں صریح طور پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ہمارے آقا سیدِ دو جہان سے دوگنی تھی (کنز العمال جلد 13 صفحہ 676 دار الکتب الاسلامی حلب) پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھا جائے تو حضرت عیسیٰ کی عمر اِس وقت تک بھی تیس گُنے تک پہنچ جاتی ہے اور نہ معلوم آئندہ کس قدر فرق بڑھتا چلا جائے۔

(3) اگر حضرت مسیح علیہ السلام واپس تشریف لاویں تو اس سے ختمِ رسالت کا انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے نبوت کا مقام پا چکے تھے اور آپ کا پھر دوبارہ آنا ظاہر کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ختم ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے دنیا آخری استفادہ کرے گی۔

(4) اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیحؑ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے تو اس میں حضرت مسیحؑ کی ہتک ہے کہ وہ نبوتِ مستقلہ کے مقام سے معزول ہوکر ایک اُمتی کی حیثیت سے نازل کئے جائیں گے۔

(5) اسی عقیدہ سے اُمتِ محمدیہ کی بھی ہتک ہے کہ پہلی اُمتیں تو اپنے اپنے زمانہ میں اپنے قومی فسادوں کو دُور کرنے کے لئے ایسے آدمی پیدا کرسکیں جنہوں نے ان مفاسد کو دور کیا لیکن اُمتِ محمدیہ پہلے ہی صدمہ میں ایسی ناکارہ ثابت ہوگی کہ اسے اپنی امداد کے لئے باہر کی مدد کی ضرورت پیش آئے گی۔

(6) اس عقیدہ سے عیسائی مذہب کو بہت تقویت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیحی مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ تمہارا رسول فوت ہو چکا ہے ہمارا مسیح زندہ ہے اور جب تمہارے رسولؐ کی اُمت گمراہ ہوجائے گی اس وقت ہمارا مسیح تمہارے عقیدہ کی رُو سے ان کے بچاؤ کے لئے آسمان سے نازل ہوگا۔ اب بتاؤ زندہ اچھا ہوتا ہے یا مُردہ اور مدد مانگنے والا بڑا ہوتا ہے یا مدد دینے والا جب کہ مدد مانگنے والے کا اس پر کوئی احسان نہ ہو۔

(7) اس عقیدہ سے مسلمانوں کی قوتِ عملیہ جاتی رہی ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم کو خیال ہو جائے کہ بجائے انتہائی قربانیوں سے اپنی حالت بدلنے کے اسے خود بخود کسی بیرونی مدد سے ترقی تک پہنچا دیا جائے گا تو اس کی عزیمت کمزور ہو جاتی ہے اور اس کے عمل میں ضُعف پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا اثر مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں پایا جاتا ہے۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں ورنہ دلائل کا ایک ذخیرہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا لیکن مسلمانوں نے ان دلائل پر کان نہ دھرا اور اپنی مخالفت میں بڑھتے چلے گئے۔

اب اے دوستو! آپ خود ہی غور کریں کہ کیا اوپر کے دلائل ایسے نہیں کہ جنہیں سن کر ہر دردمند کا دل اسلام کے درد سے بھر جاتا ہے اور وہ اس عقیدہ کی شناعت اور بُرائی سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ گو یہ عقیدہ بظاہر معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس میں کس قدر زہر بھرا ہوا ہے۔ پس اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر بھی زور دیا درست تھا اور آپ کی یہ خدمت اسلام کی عظیم الشان خدمت تھی اور مسلمانوں پر احسان۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں پر اس کا اثر کیا ہوا؟ سو آپ کو معلوم ہو کہ یا تو ہر مسلمان وفاتِ مسیحؑ کے عقیدہ کی وجہ سے حضرت مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاتا تھا یا اب اکثر تعلیم یافتہ طبقہ حضرت مسیح ناصریؑ کو وفات یافتہ کہتا ہے اور کفر کا فتویٰ لگانے والے علماء اس مسئلہ پر بحث کرنے سے کترانے لگ گئے ہیں اور یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہمیں اس سے کیا کہ عیسیٰ مر گیا یا زندہ ہے۔

لیکن اے دوستو! یہ جواب درست نہیں جس طرح پہلے انہوں نے غلطی کی تھی اب بھی وہ غلطی کرتے ہیں۔ جب **کہ یہ ثابت ہے کہ حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے اور یہ قرآن کریم کے خلاف ہے اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے تو پھر یہ کہنا کہ ہمیں کیا مسیحؑ زندہ ہیں یا مر گئے پہلی بیوقوفی سے کم بیوقوفی نہیں** کیونکہ اس کے معنی تو یہ بنتے ہیں کہ ہمیں اس سے کیا کہ قرآن کریم کے خلاف کوئی بات کہی جاتی ہے ہمیں اس سے کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے، ہمیں اس سے کیا کہ اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر بہرحال اس تغیر مقام سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ دل اس عقیدہ کی غلطی کو تسلیم کرچکے ہیں گو ضد اور ہٹ صفائی کے ساتھ اس کے تسلیم کرنے میں روک بن رہے ہیں۔ مگر کیا وہ لوگ اسلام کے لیڈر کہلا سکتے ہیں جو صرف اس لئے ایک ایسے عقیدہ پر پردہ ڈال رہے ہوں جو اسلام کیلئے مُضِرّ ہے کہ اسے ردّ کرنے سے لوگوں پر یہ کُھل جائے گا کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں غلطی کی تھی۔

بہرحال **علماء جو رویہ چاہیں اختیار کریں ہر اک مسلمان پر اب یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ عقائد کی جنگ میں دوسرے علماء مرزا صاحب علیہ السلام کے مقابل پر سخت شکست کھا چکے ہیں اور وہ مسئلہ جس کے بیان کرنے پر علماء نے بانی سلسلہ احمدیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا آج اکثر مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں قائم ہو چکا ہے اور یہ پہلی شہادت مرزا صاحب کی صداقت کی ہے۔**

(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

عبادت کا حق صرف نمازیں پڑھنے سے ادا نہیں ہوتا۔ اگر خدا تعالیٰ کے باقی احکامات کی ادائیگی سامنے رکھتے ہوئے اُن پر عمل نہ ہو تو نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ مثلاً اگر انسان کے ہر معاملے میں سچائی نہیں تو عبادت کرنا اور مسجد میں آ کر نمازیں پڑھنا، عبادت کرنے والوں میں شمار نہیں کروائے گا۔ اسی طرح کینہ ہے، حسد ہے، بُغض ہے اور بہت سی برائیاں ہیں، یہ عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔

اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکّہ جما لیا ہے مگر عملی رنگ میں اسلام کا سکّہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے۔
کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس کی ایک موٹی مثال سچائی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے۔
دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فرمودہ ایک خطبہ جمعہ کے حوالہ سے سچائی اور دیگر اخلاق کو مضبوطی سے اپنانے کی تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29 نومبر 2013ء بمطابق 29 نبوت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) جو اِس اصل غرض کو مدّ نظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اُس کے نزدیک وہ ایک قابلِ قدر شئے ہو جائے گا۔ اگر یہ درد اُس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اُس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جائے گا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 222۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدّ نظر رکھیں، وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اُس کی عزّتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 137۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وسعت ہے، یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے جو فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) کہ ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مدّ نظر رکھنا ہی اصل عبادت ہے اور اصل عبادت وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کے احکامات سامنے ہوں۔ دنیا بھی کمانی ہے تو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے ساتھ، نہ یہ کہ ہر وقت دنیا کا حصول ہی پیشِ نظر رہے اور پھر اس کے لئے غلط ہتھکنڈے سچ، جھوٹ، دھوکہ، فریب سے جس طرح بھی ہو کام لیا جائے اور خدا تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا جائے۔ عبادت کا حق صرف نمازیں پڑھنے سے ادا نہیں ہوتا۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اس پر روشنی ڈالی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کے باقی احکامات کی ادائیگی سامنے رکھتے ہوئے اُن پر عمل نہ ہو تو نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ مثلاً اگر انسان کے ہر معاملے میں سچائی نہیں تو عبادت کرنا اور مسجد میں آ کر نمازیں پڑھنا، عبادت کرنے والوں میں شمار نہیں کروائے گا۔ اسی طرح کینہ ہے، حسد ہے، بُغض ہے اور بہت سی برائیاں ہیں۔ یہ عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔

پس ایک حقیقی عابد اُسی وقت عابد کہلا سکتا ہے جب ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مدّ نظر ہو اور اپنے دنیاوی فوائد کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ اس مضمون کو مَیں اکثر بیان کر کے توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ آج اس مضمون کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق تھا کہ واقعات کے ساتھ مضمون کو بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے بعض پہلوؤں کی عملی شکل ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ بہرحال خاص طور پر واقعات مَیں بھی وہی بیان کروں گا۔ شاید مختصر ہو جائیں۔

اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو آگے چلاؤں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بارے میں اُن کا ایک ارشاد بھی آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ نئی نسل اور آنے والوں کے علم میں اس لحاظ سے بھی اضافہ ہو۔ 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

''ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں''، (یعنی اُن کی) ''یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اُسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء صفحہ 17 بحوالہ سوانح فضل عمرؓ۔ جلد 4 صفحہ 508۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

پس آپ کا وجود اپنی ذات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک دلیل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم و عرفان عطا فرمایا تھا، اُس کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے خبر دی تھی۔ اس لحاظ سے افرادِ جماعت کو آپ کے اُس علم و عرفان سے ذاتی مطالعہ کر کے بھی فائدہ اُٹھانا چاہئے اور کیونکہ لٹریچر ہر زبان میں میسر نہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مختلف وقتوں میں بیان بھی ہوتا رہنا چاہئے۔ اس لئے میں مختلف حوالوں سے بعض دفعہ حضرت مصلح موعود کا بیان کرتا رہتا ہوں اور چند مہینے پہلے مَیں نے تقریباً ایک مکمل خطبہ بھی اس پر دیا تھا یا کچھ تھوڑا سا خلاصہ بیان کر کے دیا تھا۔ آج پھر اُسی طرز پر میں خلاصۃً یا بعض باتیں اُسی طرح بیان کروں گا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے یا اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا ہے، کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: یہ وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کے لئے انسان کی پیدائش ہوئی، لیکن بڑے بڑے فلاسفر اور تعلیم یافتہ طبقہ یہ سوال کرتا ہے کہ کیا انسان کی پیدائش کے مقصد میں کامیابی ہوئی ہے اور کیا خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے وہ کام لے لیا ہے جسے مدّ نظر رکھتے ہوئے اُس نے انسان کو پیدا کیا تھا؟ وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا واقعہ میں انسان اس مقصد کو پورا کر رہا ہے؟ اور کیا واقعہ میں اس نے اس قسم کی ترقی کی ہے کہ خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے کا مستحق ہو۔ تو فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ 'نہیں'۔ اس لئے وہ سوال کرتے ہیں کہ اگر انسان کو

کوئی پیدا کرنے والا ہے تو کیوں اُسے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اس سوال کا جواب دینے کے لئے آتے ہیں۔ اور نیکی کی ایسی رَو چلاتے ہیں جسے دیکھ کر دشمن کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اس دن کی آمد کے لئے اگر ہزار دن بھی انتظار کرنا پڑے تو گراں نہیں گزرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انبیاء کے زمانے کو لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ (القدر:4)۔ یعنی وہ ایک رات ہزار مہینوں سے اچھی ہے۔ گویا ایک صدی کے انسان بھی اس ایک رات کے لئے قربان کر دیئے جائیں تو یہ قربانی کم ہوگی بمقابلہ اُس نعمت کے جو انبیاء کے ذریعہ دنیا کو حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا: اس سال مَیں نے کچھ خطبات عملی اصلاح کے لئے دیئے تھے۔ یہ 1936ء کی بات ہے۔ آپ نے اس عرصے میں کچھ خطبات دیئے تھے۔ اُس میں توجہ دلائی تھی کہ وہ عظیم الشان مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی اُسے پورا کرنے کے لئے ہمیں بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور یہ صرف اُس زمانے کی بات نہیں تھی، یہ ایک جاری سلسلہ ہے اور آج بھی اور آئندہ بھی اس کی ضرورت ہے اور ہوتی رہے گی۔ فرمایا کہ اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکّہ جما لیا ہے مگر عملی رنگ میں اسلام کا سکّہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے مثال دی ہے کہ موٹی مثال عملی رنگ میں سچائی کی ہے۔ یعنی ایک مثال مَیں سچائی کی دیتا ہوں۔ اس کو اگر ہم عملی رنگ میں دیکھیں تو کس طرح ہے؟ فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے۔ دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ سچائی بہت زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ اُس زمانے میں بھی حضرت مصلح موعود کو فکر ہوتا تھا اور اب اس زمانے میں بھی مجھے بعض غیروں کے خط آتے ہیں جن میں احمدیوں کا سچائی کا جو پراسیس ہوتا ہے اُس کا ذکر کیا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ جماعت کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن احمدیوں سے اُنہیں دھوکہ اور جھوٹ کا واسطہ پڑا ہو تو پھر وہ یہی لکھتے ہیں کہ ہم نے جماعت کی نیک نامی کی وجہ سے اعتبار کر لیا لیکن آپ کے فلاں فلاں فردِ جماعت نے ہمیں اس طرح دھوکہ دیا ہے۔

پس ایسا دھوکہ دینے والے جو بظاہر تو اپنے ذاتی معاملات میں یہ کہتے ہیں کہ ہماری اپنی dealing ہے، بزنس ہے، کاروبار ہے جو ہم کر رہے ہیں، جماعت کا اس سے کیا واسطہ؟ لیکن آخر کار وہ جماعت پر بھی حرف لانے کا مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ جماعت کو بدنام کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ خاندانی جائداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا۔ اور جگہ بتائی کہ اس مکان کے چبوترے کے سامنے ایک تھڑا بنا ہوا تھا، جہاں خلافتِ ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہوا کرتے تھے، اب تو قادیان میں کچھ تبدیلیاں ہو گئی ہیں، دفاتر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس چبوترے کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی، مگر اس پر دیرینہ قبضہ اُس گھر کے مالکوں کا تھا جن کا ساتھ ہی گھر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی نے اسے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیا داروں کا طریق ہے، ایسے مقدموں میں جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں تاکہ جس کو وہ حق سمجھتے ہیں وہ اُنہیں مل جائے۔ آپ کے بڑے بھائی نے بھی ایسا ہی کیا اور گواہیاں بہت ساری لے کر آئے۔ گھر کے مالکوں نے کہا ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان کے چھوٹے بھائی کو بلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عدالت میں بلایا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ان لوگوں کو اس راستے سے آتے جاتے اور یہاں بیٹھے آپ عرصے سے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں مَیں دیکھ رہا ہوں۔ عدالت نے مخالف فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ آپ کے بھائی آپ پر سخت ناراض ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ جب واقعہ یہ ہے تو میں کیسے انکار کروں۔

اسی طرح آپ کے خلاف ایک مقدمہ چلا کہ آپ نے ڈاکخانے کو دھوکہ دیا ہے۔ یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیکٹ میں، پارسل میں کوئی خط ڈال دے، چٹھی ڈال دے تو خیال کیا جاتا تھا کہ اُس نے ڈاکخانہ کو دھوکہ دیا ہے اور پیسے بچائے ہیں۔ اور یہ ایک فوجداری جرم تھا جس کی سزا قید کی صورت میں دی جا سکتی تھی۔ آپ نے ایک پیکٹ میں یہ مضمون پریس کی اشاعت کے لئے بھیجا تھا اور اس میں ایک خط بھی ڈال دیا تھا جو اُس اشتہار یا مضمون کے متعلق ہی تھا، کچھ ہدایات تھیں اور اسے آپ اُس کا حصہ ہی سمجھتے تھے، نقصان پہنچانا مقصد نہیں تھا۔ پریس کے مالک نے جو غالباً عیسائی تھے، یہ رپورٹ کر دی۔ آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ وکیل نے کہا کہ مقدمہ کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اور گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آپ انکار کر دیں کہ میں نے نہیں ڈالا تو کچھ نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جو میں نے بات کی ہے، اُس کا انکار کیسے کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جب عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت نے پوچھا آپ نے کوئی ایسا مضمون ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ڈالا تھا لیکن کسی دھوکے کے لئے نہیں بلکہ خط کو مضمون کا حصہ ہی سمجھا تھا۔ اس سچائی کا عدالت پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے ایک سچے اور راستباز شخص کو سزا نہیں دی جا سکتی اور بَری کر دیا۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ اسی طرح کئی واقعات، مقدمات میں آپ کو پیش آتے رہے جن کی وجہ سے اُن وکلاء کے دلوں میں جن کا ان مقدمات سے تعلق رہا کرتا تھا، آپ کی بہت عزت تھی۔ چنانچہ شیخ علی احمد صاحب ایک وکیل تھے۔ آپ نے ایک مقدمے میں شیخ علی احمد صاحب کو وکیل نہیں کیا تو انہوں نے لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس مقدمے میں آپ نے مجھے وکیل نہیں کیا۔ اس لئے افسوس نہیں کہ میں کچھ لینا چاہتا تھا، فیس لوں گا، بلکہ اس لئے کہ خدمت کا موقع نہیں مل سکا۔ سچائی اور راستبازی ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیخ علی احمد صاحب آخر تک غیر احمدی رہے۔ احمدی نہیں تھے اور انہوں نے بیعت نہیں کی، لیکن ظاہری رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کا اخلاص کسی طرح بھی احمدیوں سے کم نہیں تھا۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ انہی پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کو آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا، اُن کی یہی حالت تھی۔ جب جہلم میں مولوی کرم دین صاحب نے آپ پر مقدمہ کیا تو ایک ہندو وکیل لالہ بھیم سین صاحب تھے، اُن کی چھٹی آئی۔ اُن کا خط آیا کہ میرا لڑکا بیرسٹری پاس کر کے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اُسے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل ہو اور اس میں آپ اُن کو وکیل کر لیں۔ یہ لڑکے جن کا ذکر ہے بڑے لائق وکیل تھے، وہاں لاء (Law) کالج کے پرنسپل بھی رہے اور پھر وہاں انڈیا میں ہائی کورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے۔ تو حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ لالہ بھیم سین صاحب نے الحاح سے یہ درخواست اس لئے کی کہ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ آپ کی سچائی دیکھ چکے تھے۔ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو اپنوں پر ہی نہیں، غیروں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ انبیاء دنیا میں آ کر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت و حرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔ اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ یہ حکم سن کر کہ ساری دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام پہنچائیں، کچھ گھبرا گئے۔ اس لئے کہ آپ اس عظیم الشان ذمہ داری کو کس طرح پورا کریں گے؟ اس گھبراہٹ میں آپ گھر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور شدتِ جذبات سے آپ اُس وقت سردی محسوس کر رہے تھے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے کہا مجھے کپڑا پہنا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ آپ نے سارا واقعہ سنایا۔ حضرت خدیجہ نے جواب دیا کہ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا۔ کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! کبھی خدا آپ کو رُسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ میں فلاں فلاں خوبیاں ہیں اور ان خوبیوں میں سے ایک یہ بتائی کہ جو اخلاق دنیا سے اُٹھ گئے ہیں آپ نے اپنے وجود میں ان کو دوبارہ پیدا کیا ہے اور بنی نوع انسان کی اس کھوئی ہوئی متاع کو دوبارہ تلاش کیا ہے۔ پھر بھلا خدا آپ جیسے وجود کو کس طرح ضائع کر سکتا ہے؟ تو انبیاء کی بعثت کی غرض یہی ہوتی ہے اور مومنوں کے سپرد یہی امانت ہوتی ہے جس کی حفاظت کرنا اُن کا فرض ہوتا ہے۔ محبت کی وجہ سے انبیاء کا وجود مومنوں کو بیشک بہت پیارا ہوتا ہے۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے انبیاء کی عظمت کی وجہ وہی نور ہے جسے دنیا تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ اُنہیں مبعوث کرتا ہے، اُنہیں خدا تعالیٰ کا وہ پیغام ہی بڑا بناتا ہے جو وہ لاتے ہیں۔ پس جب نبی کے اَتباع یعنی پیروکار اس وجود کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تو اس پیغام کی حفاظت کے لئے کیا کچھ نہ کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کے لئے صحابہ کرام نے قربانیاں کیں، وہ واقعات پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کی محبت کو دیکھ کر آج بھی دل میں محبت کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اُحد کی جنگ میں ایک ایسا موقع آیا کہ صرف ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے اور دشمن بے تحاشا تیر اور پتھر پھینک رہے تھے۔ اُس صحابی نے اپنا ہاتھ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف کردیا اور اُس پر اتنے تیر اور پتھر لگے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیکار ہوگیا۔ کسی نے صحابی سے پوچھا، یہ کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اتنے تیر اور پتھر اس پر لگے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے شل ہوگیا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ تو انہوں نے کہا اور بڑا لطیف جواب دیا۔ کہنے لگے کہ اُف نکلنا چاہتی تھی لیکن میں نکلنے نہیں دیتا تھا کیونکہ اگر اُف کرتا تو ہاتھ ہل جاتا اور کوئی تیر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لگ جاتا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تم اس قربانی کا اندازہ کرو اور سوچو کہ اگر آج کسی کی انگلی کو زخم آجائے تو وہ کتنا شور مچاتا ہے، مگر اُس صحابی نے ہاتھ پر اتنے تیر کھائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے شل ہوگیا۔

پھر ایک اور صحابی کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ بھی اُحد کا موقع ہے۔ اُحد کی جنگ میں بعض صحابہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہونے کے بعد پھر اکٹھے ہوئے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صحابہ کو دیکھو کون کون شہید ہوا ہے اور کون کون زخمی ہوا ہے۔ اس پر بعض صحابہ میدان کا جائزہ لینے کے لئے گئے۔ ایک صحابی نے دیکھا کہ ایک انصاری صحابی میدان میں زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اُن کے پاس پہنچے تو پتہ چلا کہ اُن کے بازو اور ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں اور اُن کی زندگی کی آخری گھڑی ہے۔ اس پر وہ صحابی اُن کے قریب ہوا اور پوچھا کہ اپنے عزیزوں کو کوئی پیغام دینا ہے تو بتادیں، مَیں اُن کو پہنچا دوں۔ اُن زخمی صحابی نے کہا کہ میں انتظار ہی کر رہا تھا کہ میرے پاس سے کوئی گزرے تو میں اُسے پیغام دوں۔ سو تم میرے عزیزوں کو، میرے گھر والوں کو، بیوی بچوں کو یہ پیغام دے دینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قیمتی امانت ہیں۔ جب تک ہم زندہ رہے، ہم نے اپنی جانوں سے اس کی حفاظت کی۔ اور اب کہ ہم رخصت ہو رہے ہیں تو مَیں امید کرتا ہوں کہ وہ یعنی عزیز رشتہ دار ہم سے بڑھ کر قربانیاں کر کے اس قیمتی امانت کی حفاظت کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ غور کرو، موت کے وقت جبکہ وہ جانتے تھے کہ بیوی بچوں کو کوئی پیغام دینے کے لئے اب اُن کے لئے کوئی اَور وقت نہیں ہے۔ ایسے وقت میں جب انسان کو جائیداد اور لین دین کے بارے میں بتانے کا خیال آتا ہے، جب لوگ اپنے پسماندگان کی بہتری کی تشویش اور فکر میں ہوتے ہیں، اُس وقت بھی اس صحابی کو یہی خیال آیا کہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں جان دے رہا ہوں اور عزیزوں کو پیغام دیتے ہیں کہ تم سے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ تم اس پر گامزن رہو گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کرو گے۔ پس جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے یہ قربانیاں کیں، وہ اُس پیغام کے لئے جو آپ لائے، کیا کچھ قربانیاں نہ کر سکتے ہوں گے۔ اور انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا؟ صحابہ نے اس بارے میں جو کچھ کیا، حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس کی مثال کے طور پر میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ آپ کی وفات کی خبر صحابہ میں مشہور ہوئی تو اُن پر شدتِ محبت کی وجہ سے گویا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حتّٰی کہ بعض صحابہ نے یہ خیال کیا کہ یہ خبر ہی غلط ہے کیونکہ ابھی آپ کی وفات کا وقت نہیں آیا، کیونکہ ابھی بعض منافق مسلمانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس خیال میں مبتلا ہوگئے اور تلوار لے کر کھڑے ہوگئے کہ جو کہے گا کہ آپ فوت ہوگئے ہیں میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ آپ آسمان پر گئے ہیں، پھر دوبارہ تشریف لا کر منافقوں کو ماریں گے اور پھر وفات پائیں گے۔ بہت سے صحابہ بھی آپ کے ساتھ شامل ہوگئے اور کہنے لگے ہم کسی کو یہ نہیں کہنے دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ بظاہر یہ محبت کا اظہار تھا مگر دراصل اُس تعلیم کے خلاف تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں صاف موجود ہے کہ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمَ (آل عمران:145) یعنی کیا اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا اے مسلمانو! تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں نہیں تھے، باہر گئے ہوئے تھے۔ آپ کو جب یہ خبر ملی تو آپ جلدی واپس مدینہ تشریف لائے اور سیدھے اُس حجرہ میں چلے گئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر رکھا ہوا تھا۔ اور آپ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر اُٹھائی اور دیکھا کہ واقعہ میں آپ کی وفات ہوچکی ہے۔ پھر جھکے اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور جسمِ اطہر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نہیں لائے گا۔ یعنی ایک تو ظاہری موت اور دوسرے یہ کہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم مٹ جائے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے جہاں صحابہ جمع تھے اور جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار ہاتھ میں لے کر بڑے جوش میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ جو کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں وہ منافق ہے اور میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے اور لوگوں کو خاموش ہونے کو کہا۔ اور بڑے زور سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی فرمایا کہ چپ رہو اور مجھے بات کرنے دو۔ اور پھر یہ آیت پڑھی۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمَ (آل عمران145) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف خدا کے رسول ہیں، آپ سے قبل جتنے رسول آئے وہ سب فوت ہوچکے ہیں۔ اگر آپ فوت ہوجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا تم اپنے دین کو چھوڑ دو گے؟ اور سمجھو گے کہ تمہارا دین ناقص ہے؟ پھر نہایت جوش سے فرمایا کہ اے لوگو! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ جو تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش ہوجائے کہ ہمارا خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مر سکتا۔ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ۔ لیکن جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، وہ سن لے کہ آپ فوت ہوگئے ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا آیت پڑھی، مجھے ایسا معلوم ہوا گویا آسمان پھٹ گیا ہے اور میری ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور پاؤں کی طاقت سلب ہوگئی اور میں بے اختیار ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت تھی کہ جب اُنہیں معلوم ہوگیا کہ آپ فوت ہوگئے ہیں تو بے اختیار ہو کر آپ کے جسمِ مبارک کو بوسہ دیا، آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے مگر دوسری طرف اُس سچائی سے کتنی محبت تھی جو آپ لائے تھے کہ حضرت عمر جیسا بہادر تلوار لے کر کھڑا ہے کہ جو کہے گا آپ فوت ہوگئے ہیں مَیں اُسے جان سے مار دوں گا اور بہت سے صحابہ اُن کے ہم خیال ہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ نڈر ہو کر کہتے ہیں کہ جو کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں وہ گویا آپ کو خدا سمجھتا ہے۔ میں اُسے بتاتا ہوں کہ آپ فوت ہوگئے ہیں۔ مگر وہ خدا جس کی آپ پرستش کرانے آئے تھے وہ زندہ ہے۔ یہ سچائی کا اثر تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں میں پیدا کر دی تھی کہ وہ صحابہ جو ننگی تلواریں لے کر کھڑے تھے انہوں نے یہ بات سنتے ہی سر جھکائے اور تسلیم کرلیا کہ ٹھیک ہے، آپ واقعہ میں فوت ہوگئے ہیں۔

پھر حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو جو بے مثل محبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے تھی، وہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ایک لشکر تیار کیا تھا کہ شام کے بعض مخالفین کو جا کر اُن کی شرارتوں کی سزا دے۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ منتخب ہوئے اور اکثر صحابہ نے اتفاق کر کے آپ سے عرض کیا کہ اس لشکر کی روانگی ملتوی کر دی جائے کیونکہ چاروں طرف سے عرب میں بغاوت کی خبریں آرہی تھیں اور مکہ اور مدینہ اور صرف ایک اور گاؤں تھا جس میں باجماعت نماز ہوتی تھی۔ لوگوں نے نمازیں پڑھنی بھی چھوڑ دی تھیں اور لوگوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ صحابہ نے حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا کہ اس لشکر کو روک لیں۔ کیونکہ اگر بوڑھے بوڑھے لوگ یا بچے ہی مدینہ میں رہ گئے تو وہ باغی لشکروں کا مقابلہ کس طرح کر سکیں گے۔ یعنی جو دوسرے باغی لوگ تھے اُن کا مقابلہ مدینہ کے یہ بوڑھے کس طرح کر سکیں گے۔ مگر حضرت ابوبکر نے اُن کو یہ جواب دیا کہ کیا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ طاقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لشکر کو روک لے۔ خدا کی قَسم! اگر باغی مدینہ میں داخل بھی ہوجائیں اور ہماری عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں، جب بھی وہ لشکر ضرور جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو آپ سے کتنا عشق تھا مگر چونکہ آپ صدیقیت کے مقام پر تھے اس لئے جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کی عظمت اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کو لیا اور اسے قائم رکھا۔ حتیٰ کہ دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ اُسے ذرہ بھر بھی نہیں بدلا گیا۔ عیسائی، ہندو، یہودی غرضیکہ سب مخالف قومیں تسلیم کرتی ہیں کہ قرآنِ کریم کا ایک شعشہ بھی نہیں بدلا۔ آج یہاں کے نام نہاد ریسرچرز (Researchers) کو جو یہ اُبال چڑھا ہے کہ قرآنِ شریف بدلا گیا، حالانکہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ایک شعشہ بھی بدلا گیا ہے۔ جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھا، وہی قرآنِ کریم آج ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ تا آپ اخلاقِ فاضلہ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق دلوں میں قائم کریں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا اجراء کریں۔ اور ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نے ان چیزوں کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کی تھی۔ ہم میں اور دوسری قوموں میں ایسا امتیاز ہونا چاہئے کہ پتہ لگ سکے کہ ہم نے اس امانت کو قائم رکھا ہے۔

آپ پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک جماعت ایسی موجود تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آئندہ نسلوں میں بھی یہی جذبہ موجود ہے؟ کیا کوئی عقلمند یہ پسند کر سکتا ہے کہ ایک اچھی چیز اُسے تو ملے مگر اُس کی اولاد اُس سے محروم رہے۔ پھر تم کس طرح سمجھ سکتے ہو کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی قدر و قیمت جانتا ہے، وہ پسند کرے گا کہ وہ اُس کے ورثاء کو نہ ملے لیکن اُس کی زمین اور اُس کے مکانات اُنہیں مل جائیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ (الانعام:33)۔ کہ دنیوی زندگی لہو و لعب کی طرح ہے۔ یہ سب کھیل تماشے کی چیزیں ہیں۔ یہ ایسی ہی ہیں جس طرح فٹ بال، کرکٹ یا ہاکی ہوتی ہے۔ پھر کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ حکومت اُس کی زمین، مکان اور جائیداد تو ضبط کر لے مگر گُلّی ڈنڈا اُسکے بیٹے کو دے دے یا کوئی پھٹا پرانا فٹبال یا ٹوٹا ہوا ٹینس ریکٹ یا ہاکی کی سٹک (stick) اُس کے بیٹوں کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیوی چیزیں لہو و لعب ہیں اور دین و دنیا میں وہی نسبت ہے جو حقیقی چیز کو کھیل تماشے سے ہوتی

ہے اور کوئی شخص یہ کب پسند کرسکتا ہے کہ قیمتی ورثہ تو اُس کی اولاد کو نہ ملے اور لہو ولعب کی چیزیں مل جائیں۔ لیکن کیا ہم میں سے ایسے لوگ نہیں ہیں جو عملاً ایسا کرتے ہیں۔ جب اُن کا بیٹا جھوٹ بولے، چوری کرے یا کوئی اور جرم کرے تو اُس کی تائید کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ماں باپ چوری چھپے جرم کرنے والوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اول تو وہ اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انہوں نے اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھا۔ اگر اُن کے نزدیک نیکی کی کوئی قیمت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس سے اپنی اولاد کو محروم رکھتے اور اگر تربیت میں کوتاہی ہوگئی تو پھر مجرم کی اعانت سے ہی باز رہتے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المائدۃ:3) کہ نیکی اور تقویٰ میں ضرور تعاون کرو مگر بدی اور عدوان میں تعاون نہ کرو۔ تو آپ نے فرمایا کہ پہلا جرم تو انہوں نے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم: 7) کہ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور دوسرا یہ جرم کرتے ہیں (بعض لوگوں کی شکایات آئی تھیں، اُس پر یہ بیان فرمارہے ہیں۔ اور اس طرح کی شکایتیں آجکل بھی آتی ہیں) کہ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ: 3) کے حکمِ الٰہی کو توڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو دین کو نعمت قرار دیتا ہے، مگر وہ جماعت جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی دعویدار ہے اس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اول تو اپنی اولاد کو دین سے محروم رکھتے ہیں اور پھر جب وہ شرارت کریں تو اُن کی مدد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بعض ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جن پر شرافت اور انسانیت بھی چلاّ اُٹھتی ہے۔ چہ جائیکہ احمدیت اور ایمان کے متحمل ہوسکیں۔ مگر ایسے مجرموں کے والدین، بھائی، رشتہ دار بلکہ دوست اُن کی مدد کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کرنے سے ایمان کہاں باقی رہ جاتا ہے؟ ایسے آدمی کا دین تو آسمان پر اُڑ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ ایک دفعہ بعض صحابہ نے آپ کے پاس کسی مجرم کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکے گی۔ تو تقویٰ اور طہارت ایسی نعمت ہے کہ اس کے حصول کے لئے انسان کو کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو ہمیں دولت ملی ہے وہ اعلیٰ اخلاق ہی ہیں اور اپنی اولادوں کو اُن کا وارث بنانا ہمارا فرض ہے۔ اور اگر غفلت کی وجہ سے اس میں کوئی کوتاہی ہوجائے تو مومن کا فرض ہے کہ وہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ نہ دکھائے، بلکہ اُسی وقت اس سے علیحدہ ہوجائے جس نے جرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اس کی ایسی مثالیں ہمیں دکھائی ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے، اُن کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید حامد شاہ صاحب مرحوم بہت مخلص احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو اپنے بارہ حواریوں میں سے قرار دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میرے سامنے بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے نام گنے تو ان کا بھی نام لیا تھا۔ اور پھر ان کے نیک انجام نے اُن کے درجہ کی بلندی پر مہر بھی لگادی۔ ایک دفعہ اُن کے لڑکے کے ہاتھ سے ایک شخص قتل ہوگیا۔ مگر یہ قتل ایسے حالات میں ہوا کہ عوام کی ہمدردی اُن کے لڑکے کے ساتھ تھی۔ یہ جو بزرگ صحابی سید حامد شاہ صاحب تھے، ان کے بیٹے سے قتل ہوا لیکن حالات ایسے تھے کہ اس قتل کے باوجود عوام الناس ان سے، ان کے بیٹے سے ہی ہمدردی کررہے تھے۔ کیونکہ مقتول کی زیادتی تھی جس پر لڑائی ہوگئی اور اُن کے لڑکے نے اُسے مُکّہ مارا اور وہ مرگیا۔ وہ ایسے ہی واقعہ ہوا جیسے حضرت موسیٰ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر جو انگریز تھا، وہ ایسے افسروں میں سے تھا جو جرم ثابت ہو یا نہ ہو، سزا ضرور دینا چاہتے ہیں تا رعب قائم ہوجائے۔ اُسے خیال آیا کہ میر حامد شاہ صاحب میرے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اگر میں ان کے لڑکے کو سزا دوں گا تو میرے انصاف کی دھوم مچ جائے گی۔ اس لئے شاہ صاحب کو بلایا اور پوچھا کہ کیا واقعی آپ کے لڑکے نے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو وہاں موجود نہ تھا لیکن سنا ہے کہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ اُسے بلاکر کہہ دیں کہ وہ اقرار کرلے تا لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ ہم کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ آپ نے اپنے لڑکے کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اس شخص کو مارا ہے۔ اُس نے کہا ہاں مارا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر سچی بات کا اقرار کرلو۔ لوگوں نے کہا کیوں اپنے جوان لڑکے کو پھانسی لٹکوانا چاہتے ہو۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کی سزا سے اگلی دنیا کی سزا زیادہ سخت ہے اور اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی کہ اقرار کرلے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اُس نے اقرار تو کرلیا مگر وہ لڑکا کرکٹ کا کھلاڑی تھا اور وہ مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ تھا، وہ بھی کرکٹ کھیلنے والا تھا، اُسے کرکٹ کلب میں معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی اور چونکہ قانون ایسا ہے کہ اگر مجسٹریٹ کو کسی بات کا یقین ہوجائے تو ملزم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُس نے خود ہی پولیس کے گواہوں پر ایسی جرح کی کہ اُس لڑکے کی بریت ثابت ہوگئی اور اس نے اس وجہ سے کچھ پوچھے بغیر ہی اُسے رہا کردیا۔ تو سچائی کی وجہ سے وہ اس سزا سے بھی چھوٹ گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا ایک مقدمہ پچھلے دنوں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بھائی پر ہوا۔ چوہدری صاحب اُس وقت ولایت میں تھے۔ (یہاں لندن میں تھے)۔ انہوں نے اپنے بھائی کو لکھا کہ یہ ایمان کی آزمائش کا وقت ہے۔ اگر تم سے قصور ہوا ہے تو میں تمہارا بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس دنیا کی سزا سے اگلے جہان کی سزا زیادہ سخت ہے۔ اس لئے اُسے برداشت کرلو اور سچی بات کہہ دو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ سیالکوٹ کے رہنے والے ہمارے ایک دوست ہیں جو ابھی زندہ ہیں۔ احمدی ہونے کے بعد جب اُنہیں معلوم ہوا کہ رشوت لینا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے تو اُنہوں نے تمام اُن لوگوں کے گھروں میں جاجا کر جن سے وہ رشوتیں لے چکے تھے، واپس کیں۔ اس سے وہ بہت زیرِ بار بھی ہو گئے۔ مقروض ہوگئے۔ مگر اس کی انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ہماری جماعت میں ہر قسم کے اعمال کے لحاظ سے ایسے نمونے ملتے ہیں جن کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کے نمونے ہیں لیکن ہمیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ ساری جماعت ایسی ہوجائے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امانت کی قدر کریں جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر ہمیں جائیدادیں نہیں دیں، حکومتیں نہیں دیں، کوئی ایجادیں نہیں کیں، سامانِ تعیش ہمیں مہیا نہیں کئے، عیش کرنے کے سامان مہیا نہیں کئے، صرف ایک سچائی ہے جو ہمیں دی ہے۔ اگر وہ بھی جاتی رہے تو کس قدر بدقسمتی ہوگی اور ہم اس فضل کو اپنے ہاتھ سے پھینک دینے والے ہوں گے جو تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اسلام دیا، اخلاقِ فاضلہ دیئے اور نمونے سے بتادیا کہ ان پر عمل ہوسکتا ہے۔

پھر آپ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مارٹن کلارک نے عدالت میں یہ دعویٰ کیا کہ میرے قتل کے لئے مرزا صاحب نے ایک آدمی بھیجا ہے۔ مسلمانوں میں علماء کہلانے والے اُس کے ساتھ اس شور میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو اس مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت دینے کے لئے بھی آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت الہاماً بتادیا تھا کہ ایک مولوی مقابل پر پیش ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کرے گا۔ لیکن باوجود اس کے کہ الہام میں اس کی ذلت کے متعلق بتادیا گیا تھا اور الہام کے پورا کرنے کے لئے ظاہری طور پر جائز کوشش کرنا بھی ضروری ہوتا ہے مگر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے خود مولوی فضل دین صاحب نے جو لاہور کے ایک وکیل اور اس مقدمے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے پیروی کررہے تھے، سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جو ذاتی سوال تھا، جس سے مولوی محمد حسین کی ذلت ہوتی تھی۔ مطلب اس وجہ سے ذات پر اُن کے حرف آتا تھا۔ تو آپ نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کردیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ایسے سوالات کو برداشت نہیں کرسکتے۔ مولوی فضل دین صاحب نے کہا کہ اس سوال سے آپ کے خلاف مقدمہ کمزور ہوجائے گا اور اگر یہ نہ پوچھا جائے تو آپ کو مشکل پیش آئے گی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں، ہم اس سوال کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ جو وکیل تھے مولوی فضل دین، یہ احمدی نہیں تھے بلکہ حنفی تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے وکیل تھے اور آپ کی طرف سے مقدمہ لڑ رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حنفیوں کے لیڈر بھی تھے یہ، انجمن نعمانیہ وغیرہ کے سرگرم کارکن تھے، اس لئے مذہبی لحاظ سے تعصب رکھتے تھے مگر جب بھی کبھی غیر احمدیوں کی مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کوئی حملہ کیا جاتا تو وہ پُر زور تردید کرتے اور کہتے کہ عقائد کا معاملہ الگ ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کوئی بھی اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اخلاق کے لحاظ سے میں نے ایسے ایسے مواقع پر اُن کی آزمائش کی ہے کہ کوئی مولوی وہاں نہیں کھڑا ہوسکتا تھا جس مقام پر آپ کھڑے تھے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جس خدا نے قبل از وقت مولوی محمد حسین صاحب کی ذلت کی خبر آپ کو دی تھی، اُس نے ایک طرف تو آپ کے اخلاق دکھا کر آپ کی عزت قائم کی اور دوسری طرف غیر معمولی سامان پیدا کر کے مولوی صاحب کو بھی ذلیل کردیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ وہی ڈپٹی کمشنر جو پہلے سخت مخالف تھا اُس نے جونہی آپ کی شکل دیکھی، اُس کے دل کی کیفیت بدل گئی اور باوجود اس کے کہ آپ ملزم کی حیثیت سے اُس کے سامنے پیش ہوئے تھے اُس نے کرسی منگوا کر اپنے سامنے بچھوائی اور اس پر آپ کو بٹھوایا۔ جب مولوی محمد حسین صاحب گواہی دینے کے لئے آئے، چونکہ وہ اس امید پر آئے تھے کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی یا کم سے کم آپ کو ذلت سے کھڑا کیا گیا ہوگا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا ہوا ہے تو وہ غصہ سے مغلوب ہوگئے اور

Apartment for SALE

A three bed & attendant room apartment facing Margala for SALE in 'F - 11' Islamabad (Pakistan). The apartment is fully air conditioned, has an area of 3000sq ft & is rented to a European for one year.

Please contact:

Tel: +44(0)2088773697, 07725833858

Post:1 Shire place London SW18 3BP

جھٹ مطالبہ کیا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔اس پر عدالت نے کہا کہ نہیں۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔جب انہوں نے اصرار کیا تو جج نے اُن کو بڑا سخت ڈانٹا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے آپ کی عزت قائم ہوئی۔اس کے بالمقابل ہماری جماعت کے کتنے دوست ہیں جو غصے کے موقع پر اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو کہ ایسے شدید دشمن کے صحیح واقعات سے بھی اُس کی تذلیل گوارا نہیں کرتے مگر ہمارے دوست جوش میں آ کر گالیاں دینے بلکہ مارنے پیٹنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پس ہماری جماعت کو ایک طرف تو یہ اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں اور دوسری طرف بدی سے پوری پوری نفرت کرنی چاہئے۔ایسی ہی نفرت جیسی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھائی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی یہ دونوں نظارے پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن ایک سمویا ہوا انسان ہے۔اور پھر واقعہ بیان کیا کہ پنڈت لیکھرام کو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُس نے زبان درازی کی تھی۔لیکن دوسری طرف یہ بھی رحم ہے کہ اپنے متعلق جو بات ہو رہی ہے اُس میں فرمایا کہ نہیں۔ایسا کام نہیں کرنا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ جو شخص اپنی اولاد کو نیک اخلاق نہیں سکھاتا وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے دشمنی کرتا ہے بلکہ سلسلہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے اور خدا سے دشمنی کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مَیں بہت ساری نصیحتیں کرتا رہتا ہوں، خطبات دیتا رہتا ہوں، اور یہ سلسلہ تو ہر دور میں چلتا ہے، تمام خلفاء نے دیئے، دیتے رہے ہیں، مَیں بھی دیتا ہوں۔آپ مثال اس کی دیتے ہیں کہ جب تک خطبات چلتے رہتے ہیں، کچھ نہ کچھ اثر رہتا ہے اور جب خطبات کا سلسلہ بند ہوتا ہے یا پھر کچھ عرصے بعد وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔آپ نے اس کی مثال دی کہ ایک کھلونا ہوتا ہے جس کا نام ہے jack in the box۔ وہ باکس کے اندر ایک لچکدار گڈا ہوتا ہے۔جب ڈھکنا بند کر دیں تو وہ اندر بند ہو جاتا ہے۔ڈھکنا کھولو تو پھر اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔تو یہی حال ان لوگوں کا ہے جن کو نصیحت کرتے رہو، کرتے رہو، کچھ عرصہ اثر رہتا ہے اور جب نصیحت بند ہوتی ہے تو پھر وہ اُسی طرح اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے کسی کو اتنا وقت نہیں دیا کہ ایسے وعظ کر سکے کہ مستقل چلتے چلے جائیں۔اصل چیز یہی ہے کہ انسان مومن بنے، پھر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔کیونکہ یہ کشمکش اُسی وقت تک کے لئے ہے جب تک ایمان نہ ہو۔

پس جب توجہ دلائی جائے تو اُس کو غور سے سننے کے بعد پھر اُس کو عملی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے اور یہی جماعت کی ترقی کا راز ہے اور یہی چیز جو ہے انسان کو صحیح عبد بناتی ہے۔آپ فرماتے ہیں پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت محسوس کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اُن پر بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔انسان کے اندر کمزوریاں خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، اگر وہ چھوڑنے کا ارادہ کر لے تو کچھ مشکل نہیں۔حضرت مسیح علیہ السلام کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر تمہارے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ کو اُن کی جگہوں سے ہٹا سکتے ہو۔اس کا مطلب یہی ہے کہ گناہ خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، انسان کے اندر ایمان اگر رَتّی برابر بھی ہے تو وہ ان پہاڑوں کو اُڑا سکتا ہے۔جس دن مومن ارادہ کر لے تو اس کے راستہ میں کوئی روک نہیں رہتی۔وہ سب روکیں دور ہو جاتی ہیں۔

فرمایا کہ اس وقت مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دوست اپنی اپنی اولادوں کی اور جماعت کے دوسرے نوجوانوں کی اصلاح کریں۔اپنی اصلاح کریں۔جھوٹ، چوری، دغا، فریب، دھوکہ، بدمعاملگی، غیبت وغیرہ بدعادات ترک کر دیں۔حتی کہ اُن کے ساتھ معاملہ کرنے والا محسوس کرے کہ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں۔اور اچھی طرح یاد رکھو کہ اس نعمت کے دوبارہ آنے میں تیرہ سو سال کا عرصہ لگا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں ملی۔اگر ہم نے اس کی قدر نہ کی اور پھر تیرہ سو سال پر یہ جا پڑی تو اُس وقت تک آنے والی تمام نسلوں کی لعنتیں ہم پر پڑتی رہیں گی۔اس لئے کوشش کرو کہ اپنی تمام نیکیاں اپنی اولادوں کو دو اور پھر وہ آگے دیں اور وہ آگے اپنی اولادوں کو دیں۔اور یہ امانت اتنے لمبے عرصے تک محفوظ چلی جائے کہ ہزاروں سالوں تک ہمیں اس کا ثواب ملتا جائے۔کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیکی کسی شخص کے ذریعہ سے قائم ہو، وہ جب تک دنیا میں قائم رہے اور جتنے لوگ اُسے اختیار کرتے جائیں اُن سب کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے۔پس جو بدلہ ملتا ہے وہ بھی بڑا ہے اور امانت بھی اپنی ذات میں بہت بڑی ہے۔اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

(الفضل 26؍اگست 1936ء۔بحوالہ خطباتِ محمود۔جلد 17 صفحہ 547 تا 559)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہمارے بزرگوں کی طرف سے جو امانت عطا ہوئی ہے ہم اس کا حق ادا کرنے والے بنیں اور جن لوگوں نے خود اس امانت کو یہ عہد کرتے ہوئے قبول کیا ہے کہ ہم اس کا حق ادا کریں گے اُن کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور نسلاً بعد نسل یہ حق ادا ہوتا چلا جائے۔

پوپ بینیڈِکٹ شانزدھم کا متی کی انجیل پہ تنقیدی تبصرہ

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا)

آغاز سال 2013ء میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جانے والے پوپ Pope Benedict XVI کی نئی کتاب Jesus of Nazareth II (مسیح ناصری، حصہ دوم) کا انگریزی ترجمہ امریکہ سے شائع ہوا ہے۔جس میں آپ کی طرف سے بائبل کے عہد نامہ جدید میں شامل متّی کی انجیل کی ایک عبارت پر تنقیدی تبصرہ نے مذہبی محققین اور مؤرخین کی دنیا میں کافی ہلچل مچادی ہے۔

واضح رہے کہ بعض یہود نواز حلقوں کے نزدیک واقعہ صلیب سے قبل کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے متّی کی انجیل نے اُس وقت کے **تمام یہودیوں** کی جانب سے حضرت مسیح ناصری (علیہ السلام) کو صلیب پہ چڑھا دیئے جانے کا مطالبہ ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے یہودیوں پر نفرت، ظلم اور تشدد کے دروازے کھل گئے۔ان کے نزدیک عیسائیوں کی طرف سے یہودیوں پر وسیع پیمانے پر ڈھائے جانے والے خوفناک اور منظّم مظالم کے پس منظر میں ہمیشہ عہد نامۂ جدید کی اسی قسم کی یہود مخالف عبارات کارفرما رہی ہیں۔

متی کی انجیل میں لکھا ہے:

”تمام لوگوں نے جواب دیا کہ اس کی موت کے ہم ہی ذمہ دار ہیں۔اور اس کا خون اپنے سر لینے کے لئے (یعنی اس کی موت کی سزا بھگتنے کے لئے) ہم اور ہماری اولادیں تیار ہیں!“ (متی 27:25)

پوپ بینیڈِکٹ جو رومن کیتھولک چرچ کے سربراہ کی حیثیت سے یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان صدیوں سے حائل وسیع فاصلوں کو کم کرنے کو شش کرتے رہے، اس ضمن میں اناجیل کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کی سب سے بہتر اور حقیقت پسندانہ تفصیل ہمیں یوحنا کی انجیل میں ملتی ہے جس کے مطابق یسوع مسیح کو صلیب پہ لٹکا دیئے جانے کا مطالبہ **گنتی کے چند لوگوں** کی طرف سے کیا گیا تھا جو معبد کے افسرانِ بالا یعنی Temple aristocracy تھے۔مرقس کی انجیل میں ہمیں گنتی کے ان ”چند“ لوگوں کی تعداد بڑھ کر ”مجمع“ (*ochlos*) میں تبدیل ہوتی نظر آتی ہے۔مگر متی نے تو اس ”مجمع“ کی تعداد کو بھی مزید بڑھا کر اسے یہودیوں کی ساری آبادی میں ہی بدل ڈالا!۔

متی کی اس عبارت پہ تبصرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

An extension of Mark's *ochlos* with fateful consequences is found in Matthew's account (27:25) which speaks of "all the people" and attributes to them the demand for Jesus' crucifixion. Matthew is certainly not recounting historical fact here. How could the whole people have been present at this moment to clamor for Jesus death? It seems obvious that the historical reality is correctly described in John's account and in Mark's.

Here we may agree with Joachim Gnilka, who argues that Matthew, going beyond historical considerations, is attempting a theological etiology with which to account for the terrible fate of the people of Israel in the Jewish War, when land, city, and Temple were taken from them

ترجمہ: ”مرقس کے بیان کردہ لفظ ”مجمع“ کی مزید مبالغہ آرائی اپنے ناگزیر شاخسانوں سمیت ہمیں متی کے بیان میں ملتی ہے (27:25) ”جو تمام لوگوں“ کا ذکر کرتا اور ان سب کی طرف سے مسیح کو صلیب دیئے جانے کا مطالبہ کرنا بتاتا ہے۔یقیناً یہاں متی نے تاریخی حقیقت بیان کرنے سے گریز کیا ہے۔بھلا تمام کے تمام لوگوں کا اس لمحے اکھٹے ہو کر مسیح کی موت کا مطالبہ کرنا کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تاریخی حقیقت صحیح طور پر یوحنا اور مرقس نے ہی بیان کی ہے۔

یہاں ہم Joachim Gnilka سے اتفاق کر سکتے ہیں جو یہی بحث اٹھاتے ہوئے کہتا ہے کہ متی نے تاریخی لحاظ داریوں سے تجاوز کرتے ہوئے ایک ایسا مذہبی جواز فراہم کرنے کی کوشش کی ہے جس کے ذریعہ یہود دشمن جنگ میں اسرائیل کے لوگوں کو خوفناک انجام سے ہمکنار کرنے کو جائز قرار دیا جا سکے جب (ایسا کرکے) ان سے زمین، شہر اور معبد چھین لیا گیا تھا۔“

پوپ بینیڈکٹ نے عیسائیوں کو ”تمام“ یہودیوں کی طرف سے مسیح کے خون کا مطالبہ کرنے کے اس بیان پر کسی اشتعال میں آنے کی بجائے عفو و درگزر سے کام لینے کی تلقین ان الفاظ میں کی:

When in Matthew's account the "whole people" say: "His blood be on us and on our children" (27:25), the Christian will remember that Jesus' blood speaks a different language from the blood of Abel (Heb 12:24):it does not cry out for vengeance and punishment; it brings reconciliation."

ترجمہ: ”جب بقول متی ’تمام‘ لوگ بھی یہ کہتے نظر آئیں کہ ’بے شک اس کا خون ہم پہ اور ہماری اولادوں پہ پڑے‘ (27:25)، تو عیسائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کا خون ہابیل کے خون کے برعکس ایک جُدا زبان بولتا ہے۔ یہ خون انتقام اور سزا کے لئے نہیں پکارتا بلکہ باہمی ہم آہنگی کو جنم دیتا ہے۔“

(بحوالہ: The second volume of Jesus of Nazareth by Joseph Ratzinger,Pope Benedict XVI. Chapter 7 زیر عنوان "Jesus before Pilates")

سابق پوپ کی بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کی اس کوشش کو ایک طرف بعض مبصرین نے محض ایک سیاسی ڈھونگ قرار دیا ہے تو بعض عیسائیوں نے اسے اناجیل کے ساتھ مذاق قرار دے دیا۔جبکہ بعض حلقوں نے اپنے ردعمل کا اظہار اس مطالبہ کے اعادہ سے کیا ہے کہ عہد نامہ جدید سے ایسی تمام عبارات کو بکلّی حذف کر دیا جائے جو مبنی بر حقیقت نہیں۔

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب۔ از صفحہ نمبر 2

آئے گا۔ اور پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذکر الدجال و صفته و ما معه حدیث نمبر 7373)

جس کی نشانیاں بھی بتائیں کہ کیا کچھ ہوگا۔ جماعت احمدیہ کا لٹریچر ان بیان کردہ نشانیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس وقت اس مضمون کو میں یہاں بیان نہیں کر رہا۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے ہر نبی کے ماننے والے کو مسلم قرار دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ اس زمانے میں تمام تر نشانوں کے ساتھ موعودہ مسیحیت کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کی ذات میں پورا ہو چکا ہے۔ پس ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کرتا ہے، آپ کے دعویٰ کو بے توجہی سے دیکھنے کے بجائے غور کرے، دعا کرے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔ کل میں نے بعض واقعات بیان کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے والوں کی خدا تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے اور فرمائی اور حقیقت اُن پر واضح ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو انہوں نے قبول کر لیا۔ مسلم وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق تمام نبیوں کو قبول کرتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا، کیونکہ آنے والے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی فرمایا ہے اس لئے آپ کی نبوت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اٰل عمران میں فرماتا ہے۔ سورۃ اٰل عمران کی آیت 103 ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

پہلے مذاہب کا زوال تقویٰ کی کمی کی وجہ سے ہوا تھا، یہودیوں کی مثال بھی دی گئی ہے۔ مسلمانوں کو بھی تنبیہ کی گئی ہے، ہوشیار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سامنے رکھنا ورنہ تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث جو پڑھی گئی تھی اس میں جو یہود کے فرقوں کے طرف اشارہ کیا ہے، تو اس لئے کہ یہ حالت تقویٰ میں کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آؤ گے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اُن پر غور کرو۔ جن کاموں کے فیصلے خدا تعالیٰ نے کرنے ہیں، تمہیں اس کا اختیار نہیں کہ اُن پر فتوے لگاتے پھرو کہ یہ کافر ہے اور یہ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تمہیں سلام کرے وہ بھی مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ یہ اعلان کردو کہ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (الانبیاء:109) تو کہہ دے مجھ پر تو صرف یہ وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ پس کیا تم مانو گے نہیں؟ یا کیا تم فرمانبرداری اختیار نہیں کرو گے؟ یعنی یہ اعلان کر کے کہ خدا ایک ہے، تم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو گے جو مسلمان ہیں؟ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا اعلان تمہیں مسلمان بناتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے فتووں کے بجائے خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ کسی کو نہیں پتہ کہ موت کا وقت کیا ہے۔ اگر تم نے کامل تقویٰ اختیار نہ کیا، اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نشانات پر غور نہ کیا، اگر تم نے اُس کے رسول کی باتوں پر کان نہ دھرے تو یہ نہ ہو کہ تمہاری موت نافرمانوں کی موت ہو۔ پس خدا تعالیٰ کی اس تنبیہ پر غور کرو اور کامل فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ۔ حقیقی مسلمانوں میں سے بنو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچاتے ہیں، عملِ صالح بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے کامل فرمانبردار بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرماتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰم سجدة:34) اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

آج رُوئے زمین پر کون سی جماعت ہے جو مِن حیث الجماعت تبلیغ کے کام کو سرانجام دے رہی ہے۔ کون ہے جو خدا تعالیٰ اور اسلام کی طرف بلا رہا ہے۔ کون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان دنیا پر ظاہر کر رہا ہے؟ کل میں نے چند مثالیں اس کی بھی پیش کی تھیں کہ کس طرح لوگوں پر اثر ہوتا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی کیا تعریف کی ہے اور اپنی اُمّت کو کیا نصیحت اور تلقین فرمائی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو ہر اُس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ اب یہ نہیں فرمایا کہ سلام کرو جسے تم جانتے ہو کہ یہ مسلمان ہے تو اُسے سلام کرو باقیوں کو نہ کرو۔ جسے جانتے ہو یا نہیں جانتے اُس کو سلام کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام حدیث نمبر 12)

پاکستان میں آج کوئی احمدی کسی کو سلام کردے تو وہ قانونی گرفت میں آجاتا ہے، اُس کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیر از جماعت کسی احمدی کو سلام کردے تو اُس پر تُو تکار شروع ہوجاتی ہے۔ اُس کو لعن طعن شروع ہوجاتی ہے۔ یہ جو اتنا فساد ہے پاکستان میں، یہ اسی خوف کی وجہ سے ہے۔ بہت سارے شرفاء لوگ ایسے بھی ہیں جو ڈر کے مارے اور لوگوں کے خوف سے احمدیوں سے کلام اور سلام نہیں کرتے۔

پھر حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا، یہ بخاری کی حدیث ہے اور ایسا ہی علی بن عبداللہ نے کہا کہ خالد بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ حُمید نے ہمیں بتلایا۔ کہا کہ میمون بن سیاح نے حضرت انسؓ بن مالک سے پوچھا، کہا ابوحمزہ آدمی کے خون کو اور اُس کے مال کو کونسی چیز محفوظ کر دیتی ہے۔ تو انہوں نے کہا جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے۔ پس وہ مسلمان ہے اُس کے لئے وہی حقوق ہیں جو مسلمان کے لئے ہیں اور اُس پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو مسلمان پر ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الصلاة باب فضل استقبال القبلة حدیث نمبر 393)

یہ تعریف ہے مسلمان کی۔ اور یہ تعریفیں ہیں مُلّاؤں کی جو آپ نے پہلے سنیں۔ پھر بخاری کی حدیث ہے۔ زبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے مُرجِئَہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب خوف المؤمن من أن یحبط عمله وهو لا یشعر حدیث نمبر 48)

(آجکل یہ جو سب کچھ اسلامی دنیا میں ہو رہا ہے، اور وہ جو مسلمان کر رہے ہیں اور یہ دہشتگرد کر رہے ہیں، یہ اس حدیث کے مطابق کیا ہے؟)

پھر حضرت اسامہؓ بن زید سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا۔ صبح کے وقت ہم جہینہ کے حُرقات (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچے، وہاں ایک شخص کو میں نے جالیا۔ اُس نے کہا لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ۔ مگر میں نے اُسے نیزہ مارا۔ پھر اس سے میرے دل میں خلش پیدا ہوئی تو میں نے اُس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا اُس نے لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کہا اور تم نے اُسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو اُس نے ہتھیار کے ڈر سے کہا تھا۔ فرمایا تو تم نے کیوں اُس کا دل نہ چیرا تا کہ تم جان لیتے کہ اُس نے یہ دل سے کہا تھا یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے یہ بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں نے اس دن ہی اسلام قبول کیا ہوتا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، خدا کی قسم میں کسی مسلمان کو قتل نہیں کروں گا یہاں تک کہ یہ ذوالبُطین یعنی اسامہ کسی کو قتل کرے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ قَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ۔ (الانفال:40) اور تم ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین خالصةً اللہ کے لئے ہو جائے۔ حضرت سعد نے کہا ہم لڑتے رہے یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہا۔ اور تم اور تمہارے ساتھی چاہتے ہو کہ تم لڑتے رہو تا کہ فتنہ فساد ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر...... حدیث نمبر 277)

آجکل کی جو لڑائیاں ہیں وہ فتنہ فساد ہیں، فتنہ ختم کرنے کے لئے نہیں۔

پھر حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور دھوکے دینے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ ہی ایک دوسرے سے بے رخی کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ اُس پر ظلم کرتا ہے، نہ ہی وہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، نہ ہی اُس کی تحقیر کرتا ہے۔ اور آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔ آدمی کے لئے یہی شرّ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کا خون، اُس کا مال اور اُس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة و الآداب باب تحریم ظلم المسلم و خذله حدیث نمبر 6541)

اور آجکل کے عمل دیکھ لیں۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو باتیں بیان کی ہیں، اُن میں سے یہ بھی ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کیا ہے اور اُسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ تم سب گمراہ ہو سوائے اُس کے جسے مَیں ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔

(یہی ہدایت طلب کرنے کا نسخہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان فرمایا ہے۔)

اور فرمایا کہ:

’’اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اُس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا مانگو مَیں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو مگر جسے میں پہناؤں۔ پس مجھ سے کپڑے مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں تمہارے سب گناہ بخشتا ہوں۔ پس مجھ سے مغفرت مانگو مَیں تمہیں بخش دوں گا۔ تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ مجھے نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّ تم میں سے سب سے زیادہ متقی دل رکھنے والے کی طرح ہو جائیں تو یہ میری بادشاہت میں ذرا بھی اضافہ نہ کرسکے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّ تم میں سے سب سے زیادہ فاجر دل رکھنے والے آدمی کی طرح ہو جائیں تو یہ میری بادشاہت میں کچھ کمی نہ کرسکے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّ ایک میدان میں کھڑے ہوں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کی طلب عطا کروں تو یہ اس میں سے کچھ بھی کمی نہ کرے گی جو میرے پاس ہے، سوائے اس قدر جو ایک سوئی کم کرتی ہے جبکہ وہ سمندر میں ڈالی جائے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں۔ میں تمہارے اعمال ہی تمہارے لئے محفوظ رکھتا ہوں۔ پھر مَیں تمہیں وہ پورے پورے دوں گا۔ پس جو خیر پائے تو اُسے چاہئے کہ وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے سوا کچھ پائے تو صرف اپنے نفس کو یہ ملامت کرے۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب تحریم الظلم حدیث نمبر 6572)

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورۂ آسٹریلیا از صفحہ نمبر 20
از صفحہ نمبر 20

سڈنی سے برزبن کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق سڈنی (Sydney) سے آسٹریلیا کے ایک دوسرے شہر برزبن (Brisbane) کے لئے روانگی تھی۔ دس بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ گیارہ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔

سپیشل لاؤنج میں کچھ دیر قیام کے بعد قریباً سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF528 کی روانگی کا وقت بارہ بجکر پچیس منٹ پر تھا۔ روانگی سے قبل جہاز کے کیبن سے پائلٹ نے اعلان کیا کہ جہاز میں کوئی فنی خرابی ہے۔ جسے انجینئرز ٹھیک کر رہے ہیں اس لئے کچھ تاخیر کے بعد جہاز روانہ ہوگا۔ دس منٹ گزرنے کے بعد پائلٹ نے دوبارہ یہ اعلان کیا کہ ابھی تک جو خرابی ہے وہ ٹھیک نہیں ہوئی۔ اب اس کے لئے آخری کوشش کی جارہی ہے ممکن ہے ہمیں جہاز تبدیل کرنا پڑے۔ پھر قریباً پونے ایک بجے پائلٹ نے یہ اعلان کیا کہ جو فنی خرابی تھی وہ ٹھیک نہیں ہوسکی اس لئے اب ہم جہاز تبدیل کر رہے ہیں۔ تمام مسافر جہاز سے اتر جائیں اور دوسرے جہاز پر سوار ہونے کے لئے گیٹ نمبر 2 پر چلے جائیں۔ پائلٹ نے یہ بھی کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ ہمیں روانہ ہونے سے قبل ہی جہاز میں ایک فنی خرابی کا علم ہوگیا اگر یہ اوپر جا کر ہوتا تو پھر ہم جہاز تبدیل نہیں کرسکتے تھے۔

چنانچہ اس جہاز سے اتر کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گیٹ نمبر 2 کے Waiting Area میں تشریف لے گئے اور یہاں کچھ دیر قیام کے بعد قریباً دو بجے دوبارہ نئے جہاز پر سوار ہوئے۔ Qantas Air کی پرواز QF 528 دو بجکر بیس منٹ پر سڈنی ایئرپورٹ سے برزبن (Brisbane) کے لئے روانہ ہوئی۔

برزبن آسٹریلیا کی سٹیٹ Queensland کا مرکزی شہر ہے اور سیاحت کے لحاظ سے آسٹریلیا کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں پر سیر وتفریح کے لئے بہت خوبصورت جگہیں ہیں اور دلکش مناظر ہیں۔ مثلاً Big Pineapple اور برزبن کے ساحلی علاقہ Gold Coast پر بہت سے پارک ہیں جن میں Theme پارک بہت مشہور ہے۔ برزبن کا موسم آسٹریلیا میں بہترین موسم ہے۔ Hot Summers اور Mild Winters کے ساتھ یہاں سارا سال سورج چمکتا ہے۔ برزبن کو Sun Shine سٹیٹ بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر کی آبادی 2.2 ملین ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کی پرواز کے بعد برزبن کے لوکل وقت کے مطابق دو بجکر پینتالیس منٹ پر جہاز برزبن کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ (برزبن کا وقت سڈنی کے وقت سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے)۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز کے دروازہ سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت برزبن عبدالسلام اسلم صاحب، مبلغ سلسلہ برزبن مسعود احمد شاہد صاحب، نیشنل صدر مجلس انصاراللہ محمد امجد صاحب اور زعیم انصاراللہ برزبن شفقت علی گوہر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

صدر صاحبہ لجنہ برزبن امۃ المتین صاحبہ اور سیکرٹری تربیت لجنہ شاہدہ نسرین صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

برزبن میں احباب جماعت کی طرف سے حضور انور کا والہانہ استقبال

سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے جماعت احمدیہ برزبن (Brisbane) کے سینٹر کے لئے روانہ ہوئے اور قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے مشن ہاؤس پہنچے۔ جہاں احباب جماعت مرد وخواتین اور بچوں نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا بھرپور استقبال کیا۔ احباب نے پُرجوش نعرے بلند کئے۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ خیرمقدمی دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ استقبال کرنے والوں میں آسٹریلیا کی بعض دوسری جماعتوں سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ دو بچوں نے حضور انور کو پھول پیش کئے جبکہ دو بچیوں نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی کو پھول پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

برزبن سینٹر کا معائنہ

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور لنگر خانہ تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا اور پکا ہوا کھانا دیکھا اور کارکنان کو ہدایت فرمائی کہ گوشت اس طرح پکا ہوا ہونا چاہئے کہ صحیح طرح گلا ہوا ہو اور ہاتھ سے آسانی سے ٹوٹ جائے۔ نیز ہدایت فرمائی کہ آپ نے یہ لنگر خانہ اگرچہ عارضی طور پر بنایا ہے لیکن کونسل سے اس کے عارضی استعمال کی اجازت لے لینی چاہئے تھی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لائبریری دیکھی۔ یہ لائبریری نئی بنی ہے۔ ابھی یہاں کتب ترتیب سے رکھی جانی ہیں۔ نیز حضور انور نے بعض نئے تعمیر ہونے والے دفاتر کا بھی معائنہ فرمایا اور نئی تعمیر ہونے والی مسجد کے اردگرد کے علاقہ کا بھی وزٹ فرمایا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

............☆☆☆............

جماعت احمدیہ برزبن کا یہ مقامی سینٹر برزبن شہر کے سنٹر سے 40 کلومیٹر باہر Beaudesert Shire Council کے علاقہ Stockleigh میں واقع ہے۔ اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 10 ایکڑ ہے جو فروری 1999ء میں خریدا گیا تھا۔ جماعت نے اس پر 286 مربع میٹر کا ایک ہال تعمیر کیا تھا جو نمازوں کے لئے اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس اور مختلف دفاتر وغیرہ بھی تعمیر کئے گئے تھے۔ پختہ کار پارک بھی تعمیر کیا گیا تھا۔

22,21 اپریل 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے آسٹریلیا کے دورہ کے دوران دو روز کے لئے برزبن تشریف لائے تھے تو 22 اپریل کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کمپلیکس ''بیت المسرور'' کا افتتاح فرمایا تھا اور تختی کی نقاب کشائی فرمائی تھی۔ اُس وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اب یہاں پر باقاعدہ اپنی مسجد بنائیں۔

چنانچہ اب جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو یہاں بڑی خوبصورت اور وسیع مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس مسجد کی عمارت کا رقبہ 750 مربع میٹر ہے۔ مینار کی اونچائی دس میٹر اور گنبد کا قطر چھ میٹر ہے۔

مسجد کے ایک طرف مردوں کا ہال اور دوسری طرف عورتوں کا حصہ ہے۔ دونوں اطراف علیحدہ علیحدہ وضو کی جگہیں اور بیوت الخلاء بنائے گئے ہیں۔ مردانہ حصہ کی طرف لائبریری اور MTA روم، سٹوڈیو روم بھی بنائے گئے ہیں۔ خواتین کی طرف ایک علیحدہ ہال نما کمرہ نرسنگ روم کے طور پر بنایا گیا ہے۔

جماعت کے اس سینٹر اور مسجد کو دو اطراف سے سڑک لگتی ہے اور اس راستہ پر سفر کرنے والوں کو یہ مسجد نظر آتی ہے۔ اس مسجد کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انشاء اللہ تعالیٰ 25 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک 2013ء کو فرمائیں گے۔

....

23 اکتوبر بروز بدھ 2013ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے ''مسجد مسرور'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں برزبن جماعت کی 36 فیملیز کے 110 ممبران نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد مسرور کے افتتاح کے تعلق میں خصوصی تقریب

آج جماعت احمدیہ برزبن نے ''مسجد مسرور'' کے افتتاح کے تعلق میں ایک تقریب عشائیہ Reception کا اہتمام کیا تھا جس میں دیگر مختلف مہمانوں کے علاوہ حکومتی لیول کے سرکردہ حکّام اور نمائندے بھی مدعو تھے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت سے قبل ایک میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں 13 مہمان جن میں ممبران پارلیمنٹ، میئرز، کونسلرز، پولیس کمشنر اور بعض حکومتی شعبوں کے ہیڈز شامل تھے، حضور انور سے ملاقات کے لئے منتظر تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی اور ان کا تعارف حاصل کیا۔ سبھی نے باری باری اپنا تعارف کروایا حضور انور نے ان مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور آسٹریلیا کے بعض علاقوں میں لگنے والی آگ کی صورتحال کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آسٹریلیا میں گرمی کی شدّت یا بعض دوسری وجوہات کی بناء پر کھلے علاقوں میں، فیلڈ میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس وقت بھی قریباً ستر سے زائد جگہوں پر یہ آگ لگی ہوئی تھی۔ جس سے قریبی آبادیاں بہت متاثر ہوتی ہیں اور تیس تیس، چالیس چالیس میل تک اس کے دھویں کا اثر پہنچتا ہے۔ مہمانوں نے بتایا کہ مختلف جگہوں پر آگ پر قابو پانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مہمانوں نے جماعت احمدیہ برزبن کی تعریف کی اور بتایا کہ جب بھی یہاں سیلاب وغیرہ آتا ہے تو احمدیہ کمیونٹی ہماری بہت مدد کرتی ہے اور بڑا اچھا کام کرتی ہے۔

آسٹریلیا میں حضور انور کے سفر کے حوالہ سے جب بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا۔ زیادہ قیام تو سڈنی میں رہا ہے۔ سڈنی سے چند دن کے لئے میلبورن گیا تھا۔ پھر واپس سڈنی گئے اور اب یہاں چند دنوں کے لئے برزبن آیا ہوں۔ پھر واپس سڈنی جا کر وہاں سے نیوزی لینڈ انشاء اللہ جاؤں گا۔

ملاقات کا یہ پروگرام قریباً پچیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں اس تقریب میں شمولیت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتی سینٹر کے بڑے ہال میں تشریف لے آئے۔ حضور انور کی آمد سے قبل مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

تقریب میں شامل بعض اہم مہمان

آج کی اس اہم تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں!

Hon. Dr. Jim Chalmers ممبر آف فیڈرل پارلیمنٹ، Hon. Michael Latter ممبر پارلیمنٹ، Hon. Anthony Shorten ممبر پارلیمنٹ، Hon. Michael Pucci ممبر پارلیمنٹ، Hon. Freya Ostapovitch ممبر پارلیمنٹ، Russel Lutton ڈپٹی میئر Logan سٹی کونسل، Angela Owen-Taylor برزبن سٹی کونسلر، Silvio Rose ڈپٹی CEO، Logan سٹی کونسل، Mr. Ian Stewart کمشنر آف پولیس، Peter Fleming سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، David Hutchinsun سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، Craig Servin انسپکٹر آف ٹرانسپورٹ QLD، Dr. Neil Robinson ڈائریکٹر آف سرجری، آرتھوپیڈکس، Dr. John Kinyanjui Consultant Anaesthesiologist، Dr. Dieter Berens Anaesthetist، Dr. Sudheer Kumar کنسلٹنٹ Anaesthesiologist، Mr. Hetty Vosselman Crininologist سنگاپور، David Gardner پریذیڈنٹ روٹری کلب، Stacey Mcintosh وائس پریذیڈنٹ Logan سٹی چیمبر آف کامرس، Laurie Koranski پریذیڈنٹ Logan سٹی چیمبر آف کامرس، Jim Bellos پولیس Liaison آفیسر، Dr. Robert Noakes Economist حکومت کے فنانشل ایڈوائزر ہیں اور بینکوں کے بھی ایڈوائزر ہیں، John Pinney چیئرمین آف Queensland ایڈوائزری

بورڈ، ریڈکراس Sunnybank کے پریذیڈنٹ اور پروگرام مینیجر، Mr. Natalie جرنلسٹ ایڈیٹر اخبار Jimboomba Times اور اس کے علاوہ بہت سے ڈاکٹرز، پروفیسرز، پرنسپلز، ٹیچرز، انجینئرز اور مقامی حکومتی انتظامیہ کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اور مختلف آرگنائزیشنز کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔

اسی طرح Lutheran Church برزبن کے پادری بھی شامل ہوئے۔

علاوہ ازیں آج کی اس تقریب میں بعض ایسے ہمسائے بھی شامل ہوئے جو پہلے اس مسجد کی تعمیر کی سخت مخالفت کرتے تھے۔

ان میں ایک Mr. Claus Grimm ہیں جو مذہباً یہودی ہیں اور پیشہ کے حساب سے پائلٹ ہیں۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر کی شدید مخالفت کی تھی اور مسجد کی تعمیر کے خلاف Campaigns چلائی تھیں۔

ایک دوسرے ہمسائے Mr. Ralph Grmm تھے۔ موصوف Naturalist، Microbiologist ہیں۔ یہ بھی مسجد کی تعمیر کے سخت مخالف تھے۔ جب جماعت کے ممبران نے ان سے مستقل رابطہ رکھا، ان کی غلط فہمیاں دور کیں تو یہ جماعت کے دوست بن گئے اور پھر مسجد کی تعمیر کی حمایت کی اور جماعت کے حق میں آواز اٹھائی۔

ایک تیسرے ہمسائے Hank Berlee ہیں جو ڈچ آسٹریلین ہیں موصوف نے بھی ایک کمپین چلا کر مسجد کی شدید مخالفت کی تھی۔ لیکن جماعت کے مسلسل رابطہ رکھنے سے جماعت کے دوست بن گئے ہیں اور اب نہ صرف مسجد کی حمایت کرتے ہیں بلکہ مسجد کے لئے بچوں کا جھولا بھی بطور تحفہ دیا ہے۔

اس طرح آج کی اس اہم تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 70 سے زائد تھی اور سبھی ہال میں حضور انور کی آمد پر اپنی سیٹوں سے کھڑے ہوگئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ساڑھے چھ بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مدثر احمد نے کی۔ بعدازاں عزیزم انعام علوی نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عبدالسلام اسلم صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز

بعدازاں پروگرام کے مطابق بعض مہمانوں نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

سب سے قبل **Aunty Rubbiey Williams جو آسٹریلیا کی قدیم قوم Aboriginal کے قبائل Ugambe اور Mulanjali کی ایک بزرگ خاتون ہیں،** نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ میں خلیفۃ المسیح کو اپنے قدیم قبائل کی سرزمین پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ جماعت احمدیہ نے برزبن (کوئنز لینڈ) میں جو خوبصورت مسجد تعمیر کی ہے اس کے لئے یہاں کی لوکل کمیونٹیز کو اور ہم سب کو ایک دوسرے کے قریب آنے میں مدد ملے گی۔

موصوفہ نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت کوئنز لینڈ کی کمیونٹی کے لئے خدمت میں آگے آگے ہوتی ہے۔

موصوفہ نے ایک بار پھر حضور انور کا برزبن تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں ایک مقامی آرٹسٹ Joey Skeen کا بنایا ہوا Didgeridoo پیش کیا۔ مقامی قبائل ابورجنیز اسے میوزک کے لئے، مختلف آوازیں نکالنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک میٹر یا اس سے بھی زیادہ لمبا ہوتا ہے اور درخت کی لکڑی میں سوراخ کر کے بنایا جاتا ہے۔

موصوفہ نے بتایا کہ اسے کوئی عام آدمی چھو یا بجا نہیں سکتا لہٰذا انہوں نے ایک ممبر آف پارلیمنٹ سے درخواست کی کہ وہ خود اسے حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کریں۔ چنانچہ ممبر پارلیمنٹ نے اسے حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔

❋......اس کے بعد **ڈپٹی میئر Russel Lutton، Logan City Council** نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم خلیفۃ المسیح کو برزبن شہر کے علاقے Logan سٹی کونسل میں خوش آمدید کہتے ہیں اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہمارے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی خدمت انسانیت میں بہت آگے ہے اور احمدیہ کمیونٹی کی اعلیٰ خدمات اسے دیگر کمیونٹیز سے ممتاز کرتی ہیں۔ جن میں ہر سال آسٹریلیا کلین اپ کے دوران صفائی کرنا، ریڈکراس کے لئے فنڈز اکٹھے کرنا، بلڈ ڈونیشن (Blood Donation) اور دیگر فلاحی کام شامل ہیں۔ اسی طرح کوئنز لینڈ میں اس سال کے آغاز میں آنے والے سیلاب کے دوران جماعت احمدیہ کے پچاس افراد نے دو ہفتوں تک مختلف سیلاب زدہ علاقوں میں مدد کی۔

موصوف نے کہا کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بیرون ملک سے ہجرت کر کے یہاں بسنے والے افراد عموماً معاشرے میں نہیں گھلتے ملتے۔ لیکن ہم اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آسٹریلیا سے پیار کرتے ہیں اور اس ملک کے لئے قابل قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور یہی محبت اور رواداری ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے۔ اپنے ایڈریس کے آخر پر موصوف نے ایک دفعہ پھر برزبن آنے پر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

❋......**بعدازاں فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. Jim Chalmers نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:** آج کا دن ایک انتہائی خاص دن ہے اور یہ خاص موقع ہے اور ایسا ہر روز نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جیسا عالمی سربراہ ہمارے درمیان موجود ہو۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دنیا کے مختلف ممالک میں پرائم منسٹرز اور صدران مملکت سے مل چکے ہیں اور کانگرس کے ممبران سے خطاب کر چکے ہیں اور یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔

موصوف نے احمدیہ کمیونٹی کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ مختلف عقائد اور مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود ہم سب ایک بنیادی نظریے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اگر ہم اخلاص کے ساتھ کمیونٹی کی خدمت کے لئے وقت دیتے ہیں اور دوسری قربانیاں کرتے ہیں تو یقیناً ہم اپنی کمیونٹی کو ایک بہتر کمیونٹی بنا رہے ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کا یہ نعرہ Love For All Hatred For None انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خواہ آپ کسی بھی مذہب یا کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپ اپنے اردگرد کے ماحول پر مثبت اثر چھوڑ سکتے ہیں۔ آخر پر موصوف نے ایک دفعہ پھر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور آخر پر حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔

❋......اس کے بعد **ممبر پارلیمنٹ Hon. Michael Latter نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ:** میں آج اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کر رہا ہوں کہ مجھے اس پروگرام میں جس میں خلیفۃ المسیح موجود ہیں کچھ کہنے کا موقع مل رہا ہے۔ موصوف نے کہا کہ جب مجھے یہاں آنے سے قبل آج کے پروگرام میں کچھ کہنے کے لئے درخواست کی گئی میں نے خلیفۃ المسیح سے متعلق کچھ تحقیق کی اور عزت مآب خلیفۃ المسیح کے مقام اور دنیا کے جن لیڈروں سے وہ مل چکے ہیں، اس کے بارہ میں جان کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مجھے یہ سعادت اور عزت مل رہی ہے کہ میں خلیفۃ المسیح سے مل سکوں۔ موصوف نے سپیشل طور پر حضور انور کو مخاطب کر کے دعا کی درخواست کی۔

موصوف نے حضور انور کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح! جب آپ اور آپ کی جماعت Love For All Hatred For None کے نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرتے ہیں اور جب آپ ساری دنیا کو امن کا پیغام دیتے ہیں اور اس پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب آپ خدمت خلق کے بارہ میں بات کرتے ہیں تو مجھے یہ کہنے دیں کہ آپ کا پیغام ایک زندہ پیغام ہے اور آپ کی کمیونٹی اس پیغام کو نہ صرف سمجھتی ہے بلکہ ہر روز اس پیغام کو اپنے عمل کے ذریعہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر پر ایک دفعہ پھر حضور انور کا آسٹریلیا اور پھر برزبن آنے پر شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔

❋......**اس کے بعد کمشنر آف پولیس Ian Stewart نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔** موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ یقیناً ایک حیرت انگیز بات ہے کہ عزت مآب خلیفۃ المسیح جیسا ایک عظیم لیڈر آج ہمارے درمیان برزبن میں موجود ہے اور میں انہیں اس شہر اور اس سٹیٹ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ موصوف نے کہا کہ آپ لوگ حیران ہوں گے کہ ایک پولیس کمشنر آج یہاں کیا کر رہا ہے؟ تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج اس لئے یہاں آیا ہوں تاکہ میں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں برملا اس بات کا اظہار کرسکوں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی جو ایک مختلف کلچر اور دینی اقدار کی نمائندہ ہے ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت کے ساتھ پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور پھر موصوف نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ میں اس بات سے بے حد متاثر ہوا ہوں کہ لوگ عزت مآب خلیفۃ المسیح کی کس قدر عزت کرتے ہیں۔

❋......بعدازاں **ممبر پارلیمنٹ Hon. Michael Pucci نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔** موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا: میں عزت مآب خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارے شہر آکر ہمیں عزت بخشی ہے۔ موصوف نے کہا کہ احمدیہ کمیونٹی ہمارے علاقے Logan کا ایک بڑا حصہ ہے اور تنگی اور آسائش ہر حالت میں جماعت احمدیہ، کوئنز لینڈ کے لوگوں کی خدمت کر رہی ہے۔ مختلف فلاحی اداروں اور مختلف آفات کے دوران جماعت خدمت میں نمایاں ہوتی ہے۔

ممبر آف پارلیمنٹ نے مزید کہا کہ آپ لوگ صرف احمدیہ کمیونٹی کے سفیر نہیں بلکہ لوگان (Logan) کمیونٹی کے بھی سفیر ہیں اور خدمت انسانیت کی جس روح کے ساتھ احمدیہ کمیونٹی خدمت کرتی ہے اس کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہمارے احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ اس سے قبل بھی انتہائی خوشگوار تعلقات رہے ہیں اور آئندہ بھی یہ تعلقات مزید مستحکم ہوتے چلے جائیں گے۔ امن کے قیام میں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے پیغام Love For All Hatred For None پر اپنا ایڈریس ختم کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اسے ممکن بنا سکتے ہیں۔

اس کے بعد سات بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔

خطاب کے آغاز سے قبل حضور انور نے فرمایا تمام مہمان مقررین کے ایڈریسز کے بعد تالیاں بجائی گئی ہیں لیکن Aunty Robyn کے ایڈریس کے بعد تالیاں نہیں بجائی گئی تھیں۔ تو اب سب سے پہلے آنٹی Robyn کے لئے تالیاں بجائیں۔ چنانچہ سارے ہال نے تالیاں بجائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا برزبن میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانانِ کرام!۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

آج برزبن (Brisbane) آسٹریلیا میں احمدیہ مسلم جماعت کیلئے خوشی منانے کا دن ہے جیسا کہ اس شہر میں یہ اپنی پہلی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔ ایک سچے مسلمان کے نزدیک ایک مسجد بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ تاہم قبل اس کے کہ میں اس حوالہ سے کچھ کہوں میں آپ تمام مہمانان کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو اس افتتاحی تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لائے ہیں اور جماعت احمدیہ کی اس خوشی میں شریک ہوئے ہیں۔ اسلام سے تعلق نہ ہونے کے باوجود آپ سب کا مسلمانوں کی عبادتگاہ کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونا آپ کی کشادہ دلی، رواداری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی علامت ہے۔ اس حوالہ سے آپ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ درحقیقت شکریہ ادا کرنا اس مسجد کے حقیقی مقاصد حاصل کرنے اور اس مسجد کے حقوق پورے کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک سچے مسلمان کیلئے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے ضروری ہے کہ وہ ایسے اعمال بجالائے جن سے اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ یقیناً شکر ادا کرنا اور قدر شناسی کرنا بھی اللہ کو راضی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کا ایک طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ اس شخص کو مزید انعامات سے نوازے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارے عقائد کے مطابق قرآن کریم جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا شریعت کی آخری کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کتاب کی تعلیمات کو سب سے بہتر طور پر سمجھے ہیں۔ یقیناً قرآن کریم کا کامل علم اور بصیرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی شکر کی اہمیت کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پس جہاں ایک طرف شکر ادا کرنے کی تعلیم

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

انسان کی اعلیٰ اخلاقی معیار کی طرف رہنمائی کرتی ہے وہاں یہ سچے مسلمان کو خدا تعالیٰ کا قرب بھی عطا کرتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی ضمن میں جہاں یہ مسجد ہمیں اللہ کا شکرادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اُس نے ہمیں ایک لمبے انتظار کے بعد اس علاقہ میں عبادت کے لئے ایک جگہ عطا فرمائی وہاں یہ مسجد ہمیں توجہ دلاتی ہے کہ ہم آپ سب کا جو ہماری خوشی کی تقریب اور ہماری خوشی میں شامل ہوئے شکریہ ادا کریں۔ اس لئے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں تمام مقامی لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں ہماری مدد کی۔ اس علاقہ میں رہنے والے لوگ ہمارے شکریہ کے خاص طور پر اس لئے بھی مستحق ہیں کہ اگر ہمارے یہ نئے ہمسائے اپنی رضامندی ظاہر نہ کرتے تو ہم یہ مسجد نہ بنا پاتے۔ پس اس لئے آپ سب کا شکریہ۔ اسی طرح میں لوکل کونسل کے ممبران اور میئر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمیں مسجد تعمیر کرنے کیلئے جگہ مہیا کی تا کہ ہم سب یکجا ہو کر ایک خدا کی عبادت کر سکیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً ایک سچے مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ بے شک ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہر روز پانچ مرتبہ اپنے رب کے آگے جھکنا ایک اہم فریضہ ہے لیکن یہ عبادت کا صرف ایک پہلو ہے۔ درحقیقت ہر حقیقی مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض نمازوں سے کہیں بڑھ کر اپنے اندر ایک وسیع معانی رکھتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس زمانہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات کو پھیلانے کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ عبادت کے تصور کو بیان فرمایا ہے اور عبادت کی حقیقت اور اہمیت کھول کر بیان فرمائی ہے۔ میں چند مثالوں کے ذریعہ عبادت کی حقیقت کو بیان کروں گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک مسلمان مرد کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئے اور اس کے مال و دولت پر نظر نہ رکھے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی اپنی نمازوں کی ادائیگی کیلئے باقاعدگی کے ساتھ مسجد جاتا ہو لیکن اپنے گھر میں اللہ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی سے پیار اور محبت سے پیش نہ آتا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی ساری عبادتیں اور نمازیں بے معنی سمجھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی پرستش اور اس قسم کے پرستاروں کو ناپسند فرماتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر یہ کہ اسلام مسلمانوں کو اپنے والدین کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام ہو جائیں تو ان کی نمازوں کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حقوق العباد کی ادائیگی، بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمیشہ انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اہم اقدار کو اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اپنانے میں ناکام رہتا ہے لیکن اس کے باوجود باقاعدگی سے مسجد آتا ہے تو اس کی عبادت ضائع ہوگی اور مایوسی کا باعث ہوگی۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ایسا شخص جو اس کے احکامات کو نہیں مانتا تو اس کی نمازیں اس کی بربادی کا ذریعہ بن جائیں گی۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان کی نمازیں اس کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف نہیں لے کر جاتیں تو اس کی نمازوں کو 'حقیقی عبادت' نہیں کہا جائے گا۔ بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے: **نوعِ انسان پر شفقت اور اُس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے حقیقی عبادت کا تقاضا ہے کہ بے نفس ہو کر حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دوسروں کے حقوق ادا ہوں۔ جب کوئی شخص اس روح کے ساتھ کام کرے گا تو اللہ نہ صرف اس کی نمازوں کا شمار عبادت میں کرے گا بلکہ اس کے ہر فعل کو عبادت میں شمار کرے گا۔ لہٰذا سب کیلئے واضح ہے کہ وہ دیکھ سکیں کہ یہ تعلیمات اپنے اندر کتنی خوبصورتی لئے ہوئے ہیں۔ پس ان لوگوں کیلئے کامیابی اور عبادت کے بہت سے مواقع فراہم کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حکموں کا پاس رکھتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو کوئی بھی اللہ کی عبادت کیلئے مسجد آئے یا پھر ایک حقیقی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کیلئے پانچ مرتبہ مسجد میں داخل ہو اس کو چاہئے کہ وہ مسلسل اپنا محاسبہ کرتا رہے۔ اسے اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے کہ اس نے دو نمازوں کے درمیانی عرصہ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی خاطر کتنی نیکیاں کیں۔ اگر کوئی حقوق العباد ادا نہیں کر رہا تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس کی عبادت کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہی مسجد کی حقیقت ہے اور حقیقی مسلمان کی عبادت کی بھی یہی حقیقت ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کو اس مسجد کی تعمیر سے تحفظات ہیں یا پھر وہ جو اس علاقہ میں مسلمانوں کی عبادتگاہ کے ممکنہ اثرات کے متعلق پریشان ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اگر بعض لوگ اس وجہ سے پریشان ہیں کہ مسجد کے قریب رہائشی کسی طور تنگ ہوں گے یا پھر جو سمجھتے ہیں کہ یہ مسجد مقامی لوگوں کیلئے کسی خوف کا باعث ہے وہ بھی اطمینان رکھیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے تمام لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک نہایت پُرامن جماعت ہے جو کہ اسلام کی حقیقی اور ہمدردانہ تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کا مجاہدہ کرتی ہے۔ جب ہماری مسجد میں لوگوں کو عبادت پر بلانے کیلئے اذان دی جاتی ہے تو اس میں ایک اہم منادی یہ بھی کی جاتی ہے کہ لوگوں کو 'فلاح' کی طرف بلایا جا رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو کامیابی اور راحت کی طرف بلایا جا رہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم فرماتا ہے کہ صرف وہی لوگ حقیقی نجات اور فلاح پاتے ہیں جو دوسروں کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور جو برائیوں سے روکتے ہیں۔ صحیح اور غلط کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے حقوق اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے پر بے انتہا زور دیا ہے۔ درحقیقت اللہ فرماتا ہے کہ اصل اطمینان صرف وہی حاصل کر سکتے ہیں جو دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جس لحاظ سے بھی غور کیا جائے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حقوق العباد اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں ایک لطیف اور گہرا تعلق ہے اور دونوں باہم مربوط ہیں۔ یہ ناطہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر ان کو جدا کر دیا جائے تو انسان اپنے اس مقصد کو پورا نہیں کر پائے گا جس کیلئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیہ مسلم جماعت بھی ہمدردیٔ خلق رکھنے کی وجہ سے ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ مذہب، نسل اور رنگ سے بالاتر ہو کر دنیا کے اکثر حصوں میں انسانی بہبود اور تعلیمی منصوبہ جات پر کام کر رہی ہے۔ اور ہمارے لئے قرآن کریم کی تعلیمات ہی اصل محرک اور مشعلِ راہ ہیں۔ یہ تعلیمات جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمائیں۔ ہم نے جو سکول، کالج اور ہسپتال بنائے ہیں وہ انہی اہم مقاصد کو پورا کرنے لئے بنائے گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف ایک مثال دیتا ہوں کہ افریقہ کے بعض دور دراز کے علاقوں اور دنیا کے غربت زدہ ممالک میں جماعت احمدیہ پینے کا صاف پانی مہیا کر رہی ہے اور یہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہی کر رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ہمارے دلوں میں موجود محبت اور ہمدردیٔ خلق ہی ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سطح پر دنیا کے رہنماؤں کی توجہ قیامِ امن اور عدل کی طرف مبذول کروا رہی ہے۔ ہم یہ کوششیں اسی لئے کر رہے ہیں کہ ہم بنی نوع انسان کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہم انصاف کے قیام پر زور دیتے ہیں کیونکہ انصاف کا قیام ہی امن کے حصول کا ذریعہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم نے نہ صرف انصاف کی غرض بیان کی بلکہ انصاف کے وہ معیار بھی بیان فرمائے جن کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی بھی قوم یا ملک کی عداوت کسی شخص کو عدل و انصاف سے مانع نہ ہو۔ ذاتی مفادات کو پورا کرنے یا انتقام کی خاطر انصاف کو نظر انداز کر دینا سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے فرمائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اسی لئے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فہمِ قرآن بے نظیر تھا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا حق ادا کیا وہ بھی بے نظیر تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس میں ایک بار پھر کہوں گا کہ جو عبادت گزار اس مسجد میں داخل ہوں گے وہ صرف خدا کے آگے جھکنے والے نہیں بلکہ خلقِ خدا کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے بھی ہوں گے۔ تمام وہ لوگ جو اس مسجد میں داخل ہوں گے قانون کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ تمام وہ لوگ جو اس مسجد میں داخل ہوں گے وہ اس ملک سے حقیقی اور غیر مشروط محبت رکھنے والے ہوں گے اور یہ یقین رکھیں گے کہ قوم کیلئے یہ محبت ان کے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ تمام وہ لوگ جو اس میں داخل ہوں گے، اپنے ہمسایوں کو بے سکونی یا تکلیف پہنچانے کی بجائے ان کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: درحقیقت اسلام نے ہمسایہ کے حقوق پر اس قدر زور دیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کی اس قدر تاکید کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسایوں کا ورثاء میں شمار کر دے۔ پس معاشرہ میں محبت اور اخوت کے قیام کیلئے ہمیں عظیم الشان تعلیمات دی گئی ہیں۔ اس مسجد میں داخل ہونے والے خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے اور اس طرح یہ مسجد صرف 'عبادتگاہ' ہی نہ کہلائے گی بلکہ محبت، اخوت اور ہمدردی کی ایک نمایاں علامت کے طور پر پہچانی جائے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آخر پر میں مختصراً دنیا کے حالاتِ حاضرہ کے متعلق بات کرنا چاہوں گا۔ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ اس قوم کے لوگ بلکہ درحقیقت ساری دنیا اپنے اپنے معاشرہ میں موجود اضطراب اور خوف کو ختم کرنے کیلئے کام کریں۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ تمام حکومتیں انصاف کا حق ادا کریں اور امن قائم کرنے والی ہو جائیں۔ ورنہ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ دنیا تیزی سے ایک تباہی کی طرف جارہی ہے جیسا کہ ہولناک عالمی جنگ قریب سے قریب تر ہوتی معلوم ہو رہی ہے۔ اور اگر ہم اس کو روکنے میں ناکام ہو گئے تو ہمیں عالمی جنگ کے نہایت وحشت ناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ غالب گمان یہی ہے کہ اس جنگ میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے جس کی وجہ سے آنے والی کئی دہائیوں تک کشت وخون اور تباہی رہے گی۔ اگر ہم نے اس آفت کو نہ روکا تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔ دنیا کو ان ہولناکیوں سے بچانے کیلئے آسٹریلیا کی حکومت اور عوام کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی اور اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر ایک مرتبہ پھر میں اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو وقت نکال اس مسجد کی افتتاحی تقریب پر ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجکر پینیتیس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے اختتام پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد جملہ مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت سٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور مہمان باری باری حضورانور کے پاس آتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے، حضور انور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور تعارف حاصل ہوتا۔ ہر مہمان نے درخواست کر کے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوائی اور اسے اپنے لئے سعادت سمجھا۔

تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج کی اس تقریب میں خلیفۃ المسیح کی شخصیت اور خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہم پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ حضور انور کا سارا خطاب حقیقت پر مبنی تھا۔

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

آج ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا علم ہوا ہے۔

☆......Aboriginal جو Aunty Robyn قبائل سے تعلق رکھتی ہیں اور بزرگ خاتون ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے قبیلہ میں عزت دی جاتی ہے۔ موصوفہ نے اس بات کا اظہار کیا آج کی اس تقریب میں جو مجھے عزت دی گئی ہے میں اس کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی ہمارا ابورجنیز کا فلیگ بھی لگایا گیا۔ ایسی عزت تو ہمیں کبھی کسی نے نہیں دی۔

موصوفہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی سے بھی ملی تھیں۔ جب مل کر باہر آئیں تو روتی جا رہی تھیں اور یہی کہتی تھیں کہ آج مجھے آپ سب نے بہت عزت دی ہے۔

بعض ممبران پارلیمنٹ اور دیگر مہمانوں نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ ذیل میں درج ہیں۔

☆......**ممبر آف پارلیمنٹ Michael Latter نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کا خطاب سن کر میں جذبات سے بھر گیا ہوں۔ حضور انور نے کیا ہی زبردست پیغام دیا ہے۔ میں حضور کے خطاب سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یہ خطاب دل سے کیا گیا تھا۔ اس خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کر دیا ہے۔ حضور کے خطاب کے دوران میں نے خاص طور پر غیر مسلم سامعین کے چہروں کو دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ حضور انور کے اس پیغام کو گرمجوشی سے سراہ رہے ہیں۔

حضور انور یقیناً ایک بہت بڑی شخصیت ہیں اور میں حضور انور کی معیت کے خیال سے درحقیقت سارا ہفتہ بے چین رہا۔ بلکہ میں نے تو اپنے جاننے والے ایک احمدی کو ویک اینڈ (weekend) پر اپنے دفتر بھی بلایا تا کہ حضور انور سے ملاقات کے آداب سیکھ سکوں کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ حضور انور کی عزت و تکریم میں مجھ سے کوئی کمی رہ جائے۔ اصل تقریب شروع ہونے سے پہلے ہونے والی ملاقات کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ کمرہ کو زیادہ ہی پُرتکلف طور پر سجایا ہوا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور انور جیسی عظیم شخصیت کے لئے پُرتکلف ہی ہونا چاہئے تھا۔ اتنے بڑے رہنما کے لئے کوئی چھوٹا اور سادہ سا کمرہ نامناسب لگتا تھا۔

☆......**Dr Roger Noakes بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کا اتنی دور سے آسٹریلیا آنا اور ہمیں ملاقات کا شرف بخشنا ایک غیر معمولی بات ہے۔ آپ کا دلکش پیغام حکمت سے پُر تھا۔ آپ کے پیغام میں امن تھا۔ آپ سب کو حضور انور کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہم ان کو ہمیشہ سلامت دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک بہت اہم شخصیت ہیں۔

☆......**پولیس کمشنر Ian Stewart نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کے خطاب سے ہم سب نے یہ بات سیکھی ہے کہ اگر ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر ذمہ داری اُٹھانی ہوگی اور ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

موصوف نے کہا کہ ایسے شخص کا یہاں موجود ہونا جو ایک ایسی جماعت کی رہنمائی کر رہا ہے جو دو سو سے زیادہ ممالک میں ہے حیران کن امر ہے۔ واقعی ہمارے لئے یہ غیر معمولی بات ہے۔

موصوف نے کہا کہ حضور انور کا پیغام اور سوچ بالکل ایسی ہی ہے جیسے میں سوچتا تھا اور میرے نزدیک پولیس کو بھی اسی انداز سے چلنا چاہئے۔ آج انتہائی زبردست شام تھی۔ ہمیں احمدیہ مسلم جماعت پر بہت فخر ہے۔

☆......**Michael Pucci MP بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا:** اس علاقہ کی تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا موقع تھا۔ حضور انور کا یہاں کا دورہ فرمانا ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔ حضور انور کی شخصیت نہایت متاثر کن اور حکمت سے پُر ہے۔

☆......**پریذیڈنٹ آف چیمبرز آف کامرس Laurie Konsaki نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کا پیغام کہ ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ رہنا چاہئے مجھے بہت ہی پسند آیا ہے۔ مجھے حضور انور کی یہ بات بھی بہت بھائی کہ اگر آپ دوسروں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں تو آپ کا مسجد میں آکر عبادت کرنا بالکل بے معنی ہے۔

موصوف نے کہا کہ امن کا یہ پیغام انتہائی مثبت تھا۔ حضور انور اور تمام احمدی احباب گرمجوشی اور پیار سے ملنے والے لوگ ہیں۔ یہ نئی مسجد ہمارے علاقہ میں ایک غیر معمولی اضافہ ہے۔ اگر حضور انور مستقل طور پر آسٹریلیا میں قیام رکھنا چاہیں تو ان کا بھرپور خیر مقدم کیا جائے گا۔

☆......**Stephen Nuske جو کہ ایک پادری ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آج شام غیر معمولی پیغام دینے پر میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں آپ جیسے مزید لوگوں کی ضرورت ہے اور ہمیں آپ کی سوچ اور پیغام کو پھیلانے کیلئے بھی مزید لوگوں کی ضرورت ہے۔

☆......**ایک مہمان Dr John Kanyani نے کہا:** آج رات یہاں آنے سے پہلے میں بہت گھبرایا ہوا تھا کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھ سے کس قسم کا سلوک کیا جائے گا۔ لیکن حضور انور مرزا مسرور احمد صاحب نے میری ساری گھبراہٹ دور کر دی۔

موصوف نے کہا کہ حضور انور ایک عالمی رہنما ہیں اس لئے میں ان سے ایک زبردست خطاب کی توقع کر رہا تھا اور درحقیقت میری ساری توقعات پوری ہوئیں اور حضور انور کا خطاب نہایت غیر معمولی تھا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میں آج تک جتنے لوگوں سے ملا ہوں مجھے ان میں سے حضور انور سب سے زیادہ راستباز لگے۔

☆......**ایک مہمان David Gardner نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور کا خطاب نہایت واضح تھا۔ آپ کے پیغام میں دنیا کیلئے امید کی ایک کرن تھی۔

☆......**Rotary Club کے نمائندہ Guy Haora نے کہا:** مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ آپ جو کہیں اس پر عمل بھی کریں۔ صرف منہ کی باتیں کافی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف منہ کی باتیں تو بے معنی ہیں۔ میرے نزدیک حضور انور کے بیان کردہ اصول ہی درست ہیں۔ آج کی شام کو میں بہت محبت سے یاد رکھوں گا۔

☆......**ایک مہمان خاتون Mrs Linda نے کہا:** حضور انور کا خطاب نہایت متاثر کن تھا۔ آج کی تقریب نہایت اہم اور یادگار تھی۔

☆......**ایک مہمان Wayne Pearson نے کہا:** گرد و نواح سے قابل عزت اور اہم شخصیات کا یہاں آنا حضور انور اور حضور انور کے پیغام کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

☆......**ایک سیاستدان ممبر پارلیمنٹ Freya Ostopovich نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور انور حکمت سے پُر شخصیت ہیں اور آج ہمیں آپ کی حکیمانہ باتیں سننے کا موقع ملا۔ میرا حلقۂ انتخاب یہاں سے کافی دور ہے لیکن اس کے باوجود میں یہاں آنا چاہتی تھی تا کہ میں خلیفہ کی باتیں سن سکوں اور ان کو خوش آمدید کہہ سکوں۔ آپ سب احمدی بہت اچھے لوگ ہیں اور آج کی تقریب غیر معمولی تھی۔

☆......**پولیس فورس سے تعلق رکھنے والے Mr Daryl Johnson بھی اس تقریب کا حصہ تھے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آپ کی دعوت کا شکریہ۔ حضور انور کے پُرحکمت الفاظ اور حضور انور کی صحبت فی الحقیقت غیر معمولی تھی۔

☆......**وی۔ پی آف چیمبرز آف کامرس Stacy McKintosh نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** مجھے جماعت احمدیہ پر فخر ہے۔ آج کی یادگار تقریب کو میں کبھی بھلا نہیں پاؤں گا۔

☆......**ایک مہمان Chris Rose نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آج کی شام بہت ہی خاص تھی۔ حضور انور کی طرف سے دیا گیا پیغام نہایت اعلیٰ تھا اور محبت، امن اور لوگوں کے مابین معاشرتی شعور و یکجہتی کی اہمیت کو اجاگر کرنے والا تھا۔

اس تقریب کے اختتام پر آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

24 اکتوبر بروز جمعرات 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کی مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک اور فیکسز ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں 56 فیملیز کے 234 افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔ آج برزبن (Brisbane) کی سرزمین پر آباد بعض شہدائے احمدیت کی فیملیز اور اسیران راہ مولیٰ اور ان کی فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ سبھی نے اپنے پیارے آقا سے بے انتہا پیار پایا اور حضور انور کی دعائیں حاصل کیں اور ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوائی اور حضور انور سے تحائف بھی حاصل کئے۔

حضور انور نے تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو ازراہ شفقت قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں نے چاکلیٹ حاصل کئے۔ ہر ایک اپنے پیارے آقا سے بے پناہ شفقتیں سمیٹ کر اپنے گھروں کو لوٹا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سے بعض کی تو اپنے پیارے آقا سے ان کی زندگیوں میں پہلی ملاقات تھی۔ یہ ملاقات ان سب کے لئے بے انتہا برکتوں اور تسکین قلب کا موجب بنی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بجکر پینتیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

بچیوں میں سے عزیزہ طاہرہ ندیم، امۃ الاعلیٰ، امۃ الصبور، اثمارہ ظفر، ماہم مبشر، مناہل احمد، قرۃ العین ظفر، بجیلہ حسن، سحرش حسن، شافعہ مرزا۔

اور بچوں میں سے عزیزم آصف احمد، عبدالسلام، عفان محمود ضیاء، عفنان دانیال رانا، حارث ملک، حسان احمد، منصور احمد مرزا، صبور احمد، سالک شہزاد، ثمر احمد، بلال احمد، حسن محمود ضیاء اور عزیزم عاطف احمد نے اس تقریب آمین میں شمولیت کی سعادت پائی۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

برزبن کے پہلے احمدی

آسٹریلیا کی جماعت برزبن (Brisbane) کی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو اس تاریخ کا آغاز برزبن کی سرزمین پر آباد ہونے والے سب سے پہلے احمدی مکرم علی بہادر خان صاحب سے ہوگا۔

آپ آج سے قریباً 100 سال قبل بیسویں صدی کے آغاز میں آسٹریلیا آئے تھے اور کوئینز لینڈ سٹیٹ کے شہر برزبن میں رہتے تھے۔ آپ کی تبلیغ سے ایک نومسلم بھی احمدیت میں داخل ہوا جس کا اسلامی نام رشید برڈ رکھا گیا۔

مکرم علی بہادر خان صاحب ایک فدائی احمدی تھے اور تبلیغ احمدیت میں سرگرم تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ برزبن میں گزارا اور اس عرصہ میں کسی اور احمدی کا برزبن (کوئینز لینڈ) میں آمد کا ذکر نہیں ملتا۔

آپ نے اس پچاس سال کے عرصہ میں تن تنہا احمدیت کا دیا جلائے رکھا اور مرتے وقت بھی اپنی قبر کی پیشانی پر یہ رقم کروا گئے کہ یہ برزبن کی سرزمین پر بسنے والے کسی احمدی کی قبر ہے کہ شاید کبھی کوئی یہاں آئے اور اسے علم ہو کہ یہاں ایک احمدی دفن ہے۔

آپ کی قبر کا کتبہ ہی تھا جس کی وجہ سے آپ کی یہاں موجودگی کا پتہ چلا۔ آپ کی قبر کی دریافت ایک دفعہ اتفاقی طور پر ہوئی۔

جماعت برزبن کے صدر مکرم عبداللطیف مقبول صاحب ایک روز ماؤنٹ گراویٹ (Mount Grawatt) قبرستان کے مسلم حصہ میں تھے۔ جہاں آپ کو دو قبروں پر احمدیہ مسلم (Ahmadiyya Muslim) لکھا نظر آیا۔ بعد میں دیگر احمدی دوست بھی اس قبرستان پہنچے اور ان دونوں قبروں کو دیکھا۔ یہ دونوں قبریں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ایک جیسی ہیں اور ان دونوں قبروں پر مندرجہ ذیل الفاظ کندہ ہیں۔

Allah O Akbar
God Greatest of All
A.B. Khan
Ahmadiyya Muslim
Died 13th May 1955
Aged 83 Years

دوسری قبر علی بہادر خان صاحب کی اہلیہ محترمہ مارگریٹ خان صاحبہ کی ہے۔ مارگریٹ خان صاحبہ کی قبر پر لکھا ہوا ہے:

Allah O Akbar
God Greatest of All

Margaret Khan
Ahmadiyya Muslim
Died 12th February 1948
Aged 70 Years

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برزبن کی تعداد چھ صد کے لگ بھگ ہے اور بڑی مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے اور جماعت کا اپنا دس ایکڑ رقبہ پر مشتمل وسیع و عریض سنٹر ہے اور ابھی حال ہی میں بڑی خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہوئی ہے۔

25 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد مسرور برزبن کا مبارک افتتاح

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا اور آج کا دن برزبن کی سرزمین پر ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل اور تاریخ ساز دن تھا۔ جماعت برزبن کی نئی تعمیر ہونے والی پہلی اور آسٹریلیا کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ''مسجد مسرور'' کا افتتاح ہو رہا تھا۔ اور پھر برزبن، سٹیٹ کوئنزلینڈ سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا ایسا خطبہ جمعہ تھا جو MTA انٹرنیشنل پر Live نشر ہو رہا تھا۔ اس سے قبل برزبن سے کبھی بھی MTA کی Live نشریات نہیں ہوئیں۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائے اور مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الاعراف کی آیات 30 اور 32 کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برزبن کے احمدیوں کو توفیق دی یا آسٹریلیا کے احمدیوں کو توفیق دی کہ یہاں اس شہر میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر کریں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کریں، کم ہے۔ تقریباً پندرہ سال پہلے آپ نے یہ جگہ خریدی تھی۔ اس پر مشن ہاؤس اور ایک ہال بھی بنایا جس میں آپ نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ پھر جب 2006ء میں پہلی دفعہ میں آیا ہوں تو ان عمارتوں کے ہونے کے باوجود وہ رونق مجھے نہیں لگتی تھی جو اب باقاعدہ مسجد بننے سے نظر آتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ جماعت اور خلافت کا ایک ایسا رشتہ قائم کیا ہے جو دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ دراصل اس تعلیم اور اس عہد بیعت کا نتیجہ ہے جس پر کاربند ہونے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جماعت کو تلقین فرمائی تھی۔ اس محبت و اخوت و اطاعت کے رشتہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شرائط بیعت میں ذکر فرمایا ہے اور یہی محبت اور اخوت اور اطاعت کا رشتہ پھر آگے آپ کے جاری نظام خلافت کے ساتھ بھی جاری ہے۔ مساجد ہماری ضرورت ہیں اور جیسے جیسے جماعت پھیلتی جائے گی، مساجد بھی انشاء اللہ تعالیٰ بنتی چلی جائیں گی اور بن رہی ہیں۔ لیکن یہاں جو میں نے خلافت کی بات کی، یہ اس لئے کہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی وجہ سے بھی دنیا میں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ عموماً دنیا میں ہر جگہ میں جماعتوں کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ مساجد کی تعمیر کریں کیونکہ یہ تبلیغ کا ذریعہ ہیں اور حقیقت میں یہ بات سچ بھی ثابت ہو رہی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ 2006ء میں جب میں یہاں آیا تھا تو کہا تھا کہ نماز سنٹر اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن یہاں باقاعدہ مسجد کی شکل میں مسجد بھی تعمیر ہونی چاہئے۔ تو جماعت نے لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کر دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ لوگوں کو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مختلف روکوں سے گزرنا پڑا، مختلف فیزز (Phases) آئے، اس سے آپ کو خود اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مقامی لوگوں کے ذہنوں میں مسجد کا تصور کتنا مختلف ہے۔ یہاں سنٹر قائم تھا اور لوگ نمازیں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ باقی جماعتی Activities بھی ہوتی ہوں گی لیکن جب مسجد کے لئے منصوبہ منظوری کے لئے دیا گیا تو ہمسایوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جو مجھے رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق آٹھ نو مہینوں کی کوششوں کے بعد کونسل کی طرف سے اجازت مل گئی اور یوں اس سٹیٹ ''کوئنزلینڈ'' میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ پہلی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا جو دسمبر 2012ء کے بعد شروع ہوا اور آج آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خوبصورت مسجد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس مسجد کی تعمیر پر اور پہلی عمارتوں کی درستی وغیرہ پر جو اعداد و شمار میرے پاس آئے ہیں اس کے مطابق ساڑھے چار ملین ڈالر خرچ کئے گئے اور افراد جماعت نے دل کھول کر قربانیاں دیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک دوست نے ایک لاکھ پچیس ہزار ڈالر دیئے۔ ایک نے ایک لاکھ ڈالر دیئے اور ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق قربانیاں دیں۔ بلکہ شاید اس سے بڑھ کر قربانیاں دیں۔ خواتین نے جیسا کہ جماعت احمدیہ کی خواتین کی روایت ہے، یہاں بھی اپنے زیور مسجد کے لئے پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والے کو بے انتہا دے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قربانی، یہ محبت اور اخلاص کی روح، یہ اطاعت کے نمونے ایک احمدی کے اندر کسی وقتی جذبہ کے تحت نہ ہونے چاہئیں بلکہ ہمیشہ جاری رہنے والے نمونے اور جذبے ہونے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: شروع میں جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں وہ سورۃ اعراف کی آیات، 30 اور 32 ہیں اور مسجد سے متعلق ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک مومن سے بعض توقعات رکھی ہیں بلکہ مومنین کو نصیحت کی ہے کہ مسجد سے منسلک ہونے والے اور حقیقی عبادت گزار ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ان پر پڑے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انصاف کا حکم دیا ہے اور انصاف صرف معاشرتی معاملات میں نہیں اور بندوں کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا حق ادا کرنا بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مخلوق کے جو حق ہیں ان میں مثلاً خاوند کو حکم ہے کہ بیویوں کے حق ادا کرو۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ ان سے نرمی اور ملاطفت سے پیش آؤ۔ ان کے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائی اور دوسرے رشتوں کا احترام کرو۔ بیویوں کے مال پر اور ان کی کمائی پر نظر نہ رکھو۔ بچوں کے حق ادا کرو۔ ان کی تعلیم تربیت کی طرف توجہ کرو۔ اپنے نمونے دکھاؤ کہ وہ دین کی اہمیت کو سمجھیں اور دین سے جڑے رہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں لڑکے خاص طور پر جب تیرہ چودہ سال کے ہو جائیں تو عموماً دین کا احترام تب کرتے ہیں جب وہ دیکھیں کہ ان کا باپ بھی دین کا احترام کرنے والا ہے، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والا ہے، نمازوں کا پابند ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا پابند ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح ہر عورت، ہر بیوی کو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے انصاف کرنا ہوگا۔ اپنے گھر کے فرائض ادا کریں۔ عورت کی سب سے پہلی ذمہ داری گھر کی ذمہ داری ہے، اس کو سنبھالنا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ خاوند کے احترام کے ساتھ اس کے رحمی رشتہ داروں کا بھی احترام کریں۔ بچوں کی تربیت اور نگرانی کریں۔ اس ماحول میں خاص طور پر بچوں کی تربیت کی ماں باپ کو بہت فکر ہونی چاہئے اور توجہ کی ضرورت ہے اور یہ دینی تربیت ماں اور باپ دونوں کا کام ہے۔ بچوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ تم احمدی مسلمان ہو اور اس کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو احمدی مسلمان ثابت کرنا ہوگا۔ یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ تمہاری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ سب سے پہلے ماں باپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ بچوں کو یہ بتانا ہوگا کہ تم میں اور دوسروں میں ایک فرق ہونا چاہئے۔ بچوں کی جب اس نہج پر تربیت ہوگی تو تبھی بچے دین سے جڑے رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر معاشرے کے عمومی تعلقات ہیں۔ یہاں بھی ہر مرد اور عورت جو اپنے آپ کو مومنین میں شمار کرتا ہے یا کروانا چاہتا ہے ان کا یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کاروباری معاملات ہیں یا کسی بھی قسم کے معاملات ہیں ان میں عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے ضروری ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس مسجد کے بننے سے یہاں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ انہوں نے اس مسجد کو آباد بھی کرنا ہے اور اس مسجد میں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں زینت ہے اس زینت کو لے کر آنا ہے۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے اور علاقے میں حقیقی اسلام کا پیغام بھی پہنچانا ہے۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ حق ادا کرتے رہیں گے تو یقیناً آپ کی مسجد کی تعمیر کے لئے کی گئی مالی قربانیاں اور وقت کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گی اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر کے نظارے آپ دیکھنے والے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اعتدال کے ساتھ ہر کام ہو تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ دنیا کمانے سے خدا تعالیٰ نے نہیں روکا بلکہ اس بات پر توجہ دلائی ہے کہ مومنین کو اپنے کام کرنے چاہئیں اور پوری توجہ سے کرنے چاہئیں اور وہاں بھی انصاف کرنا چاہئے۔ لیکن اگر دنیا کمانا دین کو بھلانے کا باعث بن جائے، نمازوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کا باعث بن جائے تو پھر یہ بات انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسے اسراف سے بچائے جو خدا تعالیٰ سے دور کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت کی اکثریت ان ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہے اور جیسا کہ میں نے مالی قربانی میں بتایا تھا، بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والی ہے اور مالی قربانی کی روح کو سمجھنے والی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ مسجد جو آپ نے بنائی ہے جیسا کہ میں نے کہا بڑی خوبصورت ہے، باہر منارہ بھی ہے، گنبد بھی ہے، جو بہت خوبصورت لگتے ہیں۔ مسجد کا مسقّف حصہ (Covered Area) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی بڑا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری دعا ہے کہ یہ تعداد بڑھے اور مقامی لوگوں سے یہ مسجد بھر جائے اور تھوڑی پڑ جائے۔ لیکن ہماری حقیقی خوشی اس وقت ہوگی۔ جب پاکستان سے آنے والے احمدیوں سے نہیں بلکہ مقامی باشندوں سے یہ مسجد بھرے اور نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ لیکن یہ خواہش اور یہ کام تبلیغ کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ پس تبلیغ کی کوشش اور اس کے لئے دعا کو بڑھائیں۔ کوشش بھی بڑھنی چاہئے اور دعا کی طرف توجہ بھی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسجد جلد چھوٹی پڑ جائے اور مزید مسجدیں بنتی چلی جائیں۔ یہ مسجد اس علاقے میں آپ کی انتہا نہیں ہے بلکہ یہ پہلا قدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسجد سے اسلام کا تعارف ہوتا ہے اور لوگوں کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مقامی لوگوں میں جلد سے جلد اس طرف توجہ پیدا ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ہوگی۔ دنیا میں جہاں بھی ہماری مساجد بنی ہیں، اسلام کا تعارف کئی گنا بڑھا ہے۔ پس اس لحاظ سے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں کہ اس تعارف کی وجہ سے اردگرد کے لوگوں کی نظر آپ کی طرف پہلے سے زیادہ گہری پڑے گی۔ آپ پاکستان سے اس لئے آئے ہیں کہ وہاں آزادی سے مساجد میں عبادت نہیں کر سکتے تھے، آزادی سے اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور احمدی مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان میں جماعت کی مخالفت اور احمدیوں پر مقدموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان حالات کو بھول نہ جائیں۔ یاد رکھیں اور اپنی مسجدوں کے حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور کا خطبہ جمعہ دو بجے تک جاری رہا۔

(خطبہ جمعہ کا مکمل متن حسب طریق ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے 15 نومبر 2013ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے)۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج مسجد کے اس افتتاح اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے سڈنی (Sydney)، میلبورن، کینبرا اور ایڈیلیڈ سے بڑے لمبے سفر طے کر کے احباب جماعت اور فیملیز برزبن پہنچے تھے۔ سڈنی اور کینبرا سے بذریعہ سڑک سفر کر کے آنے والے احباب کے سفر کا دورانیہ قریباً بارہ گھنٹے بنتا ہے۔ اسی طرح میلبورن اور ایڈیلیڈ سے آنے والے احباب تین سے چار گھنٹے کا بذریعہ جہاز سفر کر کے برزبن پہنچے تھے اور پھر نماز

جمعہ کی ادائیگی کے بعد اتنا ہی سفر کرکے واپس گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں 57 فیملیز کے 269 ممبران نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ کینیڈا سے آنے والے دو افراد نے بھی شرف ملاقات پایا۔

ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم عطاء الکریم، دانیال احمد، کامل احمد، کامران احمد عارف، کاشف رحیم، مدیم الحق، صالح احمد، سرمد احمد، سید احمد جاوید، لبیب احمد، حماد احمد، قاسم رحیم، شکیل احمد، ابتسام اسلم۔

عزیزہ عافیہ نبیل، عالیہ صباحت، ایمنہ کنول، انعم بشیر، عاطفہ جاوید، ماہم کاشف، ماریہ وقاص، شافعہ نور قمر، زوہا علیم خان، ہبۃ الوحید، علیشاہ قمر۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

26 اکتوبر بروز ہفتہ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور دنیا کی مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والی رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

برزبن کے مضافاتی علاقے کی سیر

آج مقامی جماعت نے برزبن شہر سے باہر ایک مضافاتی علاقہ میں سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا بارہ بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس پروگرام کے مطابق سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

قریباً یکصد کلومیٹر کا فاصلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کرنے کے بعد ایک بجکر پینتالیس منٹ پر Duranbab علاقہ میں Tropical Fruit World & Research Park میں آمد ہوئی۔ یہاں اس پارک کے مالک نے اپنی انتظامیہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کے مالک سے گفتگو فرمائی۔ اس مالک نے بتایا کہ وہ گزشتہ چالیس سال سے اس Tropical Food World کا مالک ہے اور اس کی اہلیہ، بیٹی اور دوسرے عزیزوں نے باہم مل کر اس کام کو سنبھالا ہوا ہے اور یہ باغ دو سو ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں دنیا کے مختلف ممالک کے پانچصد اقسام کے پھل موجود ہیں اور پھر ہر پھل کی آگے مختلف ورائٹیز بھی ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ہم یہ پھل سڈنی اور برزبن مارکیٹ میں بھیجتے ہیں۔

یہاں آسٹریلیا میں آباد قدیم قبائل Aboriginal Community کے تین نمائندے باپ اور دو جوان بیٹے اپنے روایتی لباس میں اپنے روایتی آلات موسیقی Didgeridoo اور Clap Sticks کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ ان تینوں نے مل کر اپنا پروگرام پیش کیا اور Didgeridoo کے ذریعہ میوزک کی مختلف Tunes نکالیں اور دوسرے ساتھی نے ہر Tune پر اپنے روایتی طریق پر مختلف انداز میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ باپ ساتھ ساتھ یہ بتاتا رہا کہ یہ جو مختلف Tunes پر فن کا مظاہرہ ہے اس سے ہم امن کا پیغام دیتے ہیں۔ Didgeridoo میوزک کا آلہ درخت کے تنے یا کسی بڑی موٹی شاخ کو اندر سے کھود کر اور سوراخ کرکے بنایا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی ایک میٹر یا اس سے زائد بھی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر کے لئے یہ مظاہرہ دیکھا۔

بعد ازاں 200 ایکڑ کے رقبہ پر پھیلے ہوئے اس باغ کا وزٹ فرمایا۔ اس باغ میں بہت ہی خوبصورت انداز میں مختلف پختہ راستے بنائے گئے ہیں۔ جہاں خاص قسم کی بگھی نما گاڑیاں چلتی ہیں جن کے دونوں اطراف کھلے ہوتے ہیں۔ گائیڈ ساتھ ساتھ مائیک کے ذریعہ اس باغ میں لگائے جانے والے پھلدار درختوں اور مختلف اقسام کے پھلوں کے بارہ میں بتاتا جاتا ہے۔

اس باغ کو پھلوں کی دنیا کہا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پائے جانے والے پھلوں کو یہاں اگایا گیا ہے اور پھلوں کی یہ تعداد پانچصد کے قریب ہے اور پھلوں کے درختوں کی تعداد ہزار ہا ہے۔ اس باغ کے اندر ایک ندی بھی بنائی گئی ہے جو بل کھاتی ہوئی سارے باغ میں گھومتی ہے۔ اس ندی میں خاص قسم کی کشتیاں چلائی گئی ہیں۔ سیر کرنے والے ان کشتیوں کے ذریعہ بھی سیر کرکے پھلوں کا نظارہ کرتے ہیں۔

پھلوں کے لحاظ سے اس باغ کے مختلف حصے بنا کر ان کے باقاعدہ نام رکھے گئے ہیں۔ چند ایک نام درج ذیل ہیں:

Medicinal Garden، South Pacific Garden، Home Garden، Tropical Berry Garden، Indian Garden، Aztec Garden، Amazon Garden، Chinese Garden، ساؤتھ ایسٹ ایشین گارڈن، Bush Tucker Garden، Rare Fruits of the World Garden وغیرہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے وزٹ کے دوران اس باغ کے مختلف حصے دیکھے۔

اس باغ کے ایک احاطہ میں چند جانور بھی رکھے گئے ہیں جن میں شتر مرغ اور کینگرو وشامل ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ان جانوروں کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے کینگروز (Kangaroos) کو اس کی خوراک کھلائی۔ باری باری مختلف کینگروز حضور انور کے قریب آتے اور حضور انور کے دست مبارک سے ہتھیلی پر رکھی ہوئی اپنی خوراک کھاتے اس طرح آج ان جانوروں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں سے حصہ پایا۔

اسی باغ، پارک کے اندر ایک Tropical Restaurant ہے جہاں ایک حصہ مخصوص کرکے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس باغ کی سیر کے بعد ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کا کھانا کھایا گیا اور بعد ازاں چار بجکر پچاس منٹ پر یہاں سے واپس جانے کے لئے روانگی ہوئی۔

واپس جاتے ہوئے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق شہر برزبن کے درمیان سے گزرتے ہوئے سفر اختیار کیا گیا۔ بلند و بالا عمارتوں پر مشتمل برزبن ایک بہت خوبصورت شہر ہے۔ اس کے وسط میں ایک دریا گزرتا ہے جس پر ایک لمبا پل بنایا گیا ہے جو رات بھر رنگ برنگی روشنیوں سے مزین رہتا ہے۔ ان چیزوں نے اس شہر کے حسن کو دوبالا کردیا ہے۔ اس پل کے اوپر سے گزرتے ہوئے قریب ہی کرکٹ کا وہ سٹیڈیم بھی نظر آتا ہے جہاں دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والی کرکٹ کی ٹیمیں میچز کھیلتی ہیں۔

اس طرح برزبن شہر سے ہوتے ہوئے سوا سات بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احمدیہ سنٹر بیت المسرور میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مسرور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

اعلان نکاح

پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ نکاح اور مسنونہ آیات کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا عزیزہ روبینہ کوثر بنت مکرم بشیر احمد صاحب کا ہے جو عزیزم احسن الجزاء طالب علم جامعہ احمدیہ ربوہ کے ساتھ قرار پایا ہے۔ احسن الجزاء مکرم نذیر احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔

دونوں لڑکا اور لڑکی کے ولی یہاں نہیں ہیں۔ دونوں کے وکیل یہاں موجود ہیں۔ عزیزم احسن الجزاء چونکہ جامعہ احمدیہ کے طالبعلم ہیں اور انشاء اللہ مربی سلسلہ بننے والے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہاں نکاح پڑھانے کی درخواست کی تھی۔ اس وجہ سے یہ نکاح پڑھا رہا ہوں۔

لڑکا اور لڑکی یہاں موجود نہیں ہیں۔ دونوں کے وکیل یہاں موجود ہیں ان کے ذریعہ سے ہی یہ پیغام ان تک پہنچنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکی جب واقف زندگی سے شادی کی حامی بھرتی ہے تو اس کو ہمیشہ یہ احساس رہنا چاہئے کہ میں نے دنیا کو اپنے سامنے نہیں رکھنا بلکہ مربی سلسلہ واقف زندگی کے ساتھ میرا نکاح ہو رہا ہے تو میں نے دوسروں سے بڑھ کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد نبھانا ہے۔ تو اس سوچ کے ساتھ ہی شادیاں قائم رہ سکتی ہیں اور کامیاب ہوسکتی ہیں نہ کہ یہ سوچ ہو کہ دنیاوی خواہشات کو اپنے اوپر غالب کرلینا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر دونوں وقف کی روح کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہوں تو خدا تعالیٰ تھوڑے سے پیسوں میں بھی برکت ڈال دیتا ہے اور اگر یہ چیز نہیں ہے تو پھر کروڑوں کی دولت کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئی۔

پھر نکاح کی آیات جو آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس دنیا کی فکر نہ کرو۔ اگلے جہان کی فکر کرو۔ اس نصیحت کو سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل ہوتے ہیں۔ یہ صرف نئے قائم ہونے والے رشتے کے بارہ میں ہدایت نہیں دی گئی بلکہ سب کے لئے یہ نصیحت ہے جو پہلے بیاہے گئے یا آج بیاہے جا رہے ہیں، یا آئندہ بیاہے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھیں۔ اگر ایسا کریں گے تو پھر اس دنیا کی نعماء کے بھی وارث ہوں گے اور آخرت کی نعماء کے بھی وارث ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ جو دنیا کے پیچھے چلتے ہیں انہیں دنیا تو مل جاتی ہے لیکن اس دنیا کے ملنے کی بے چینی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہی بات تجربہ سے سامنے آتی ہے کہ جتنا دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اتنی زیادہ بے چینیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پس اگر تم دین کے پیچھے جاؤ گے تو تمہیں دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ملے گی اور اللہ کی رضا بھی مل جائے گی اور یہ اہم بات ہے جو ہم سب کو اپنی زندگیوں میں بھی اور اپنے گھروں میں بھی ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو، اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے والا ہو، جس وقف کی روح کے ساتھ عزیزم نے وقف کیا ہے اور جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس وقف کی روح کو ہمیشہ قائم رکھنے والے ہوں اور ان کی اہلیہ بھی ان کی مددگار رہیں اور اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان سے نیک نسل جاری فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور بعد ازاں فرمایا اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت کرے۔ اب دعا کرلیں۔

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

....

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ برزبن، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ اور مجلس عاملہ انصار اللہ برزبن اور مختلف شعبوں جن میں شعبہ ضیافت، شعبہ ٹرانسپورٹ، شعبہ سیکیورٹی، شعبہ خدمت خلق، شعبہ سمعی و بصری اور بعض دیگر شعبوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا جن کی کسی بھی شعبہ میں تصویر نہیں ہوئی وہ بھی سب آجائیں اور تصویر بنوالیں۔ چنانچہ اس طرح جو احباب رہ گئے تھے ان سب نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

آج مقامی جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران مختلف شعبوں میں ڈیوٹی دینے والے کارکنان اور احباب جماعت کے ایک اجتماعی کھانے کا پروگرام رکھا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس میں شمولیت فرمائی اور قریباً ساری جماعت نے اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ایک مقامی دوست مکرم مشتاق احمد صاحب نے مسجد مسرور کے افتتاح کے حوالہ سے اپنی ایک پنجابی نظم پڑھ کر سنائی۔

خواتین کے کھانے کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا خواتین کے حصہ میں تشریف لے گئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ میں بھی تشریف لے گئے اور السلام علیکم کہا۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔

بعدازاں ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

27 اکتوبر بروز اتوار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجے مسجد مسرور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

صبح نو بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور مربی سلسلہ برزبن مکرم مسعود احمد شاہد صاحب کو جماعت کی تعلیم و تربیت اور دیگر مختلف امور اور پروگراموں کے انعقاد کے حوالہ سے ہدایات دیں اور باقاعدہ ایک منصوبہ بندی اور کام کی پلاننگ کرکے اپنی رپورٹ بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔

برزبن سے سڈنی کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق برزبن (Brisbane) سے واپس سڈنی (Sydney) کے لئے روانگی تھی۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ آج صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جماعت کے اس سنٹر میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت قریباً دس منٹ احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ احباب نے پُرجوش نعرے بلند کئے اور خواتین مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

اب الوداعی لمحات قریب آرہے تھے ایک پُرسوز جذباتی ماحول تھا بہت سے مردوں اور خواتین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سات سال بعد ان لوگوں نے خلیفۃ المسیح کا قرب پایا تھا اور انتہائی قریب سے شرف دیدار پایا۔ اور ان میں سے اکثر ایسے لوگ اور فیملیز تھیں جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کو اتنے قریب سے دیکھا تھا اور چند دن اپنے پیارے آقا کے قرب میں گزارے تھے اس لئے یہ جدائی یقیناً ان سب کے لئے بہت شاق تھی۔

دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً پچاس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی برزبن کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

بارہ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF529 بارہ بجکر پینتیس منٹ پر برزبن سے سڈنی کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی پرواز کے بعد سڈنی کے مقامی وقت کے مطابق تین بجکر پانچ منٹ پر جہاز سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ مکرم امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد شاہد صاحب دونوں نائب امراء مکرم خالد سیف اللہ صاحب اور مکرم محمد ناصر کاہلوں صاحب اسی جہاز میں ساتھ سفر کر رہے تھے۔

ایئرپورٹ پر نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت آسٹریلیا نے نیشنل عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر قریباً چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الہدیٰ سڈنی تشریف آوری ہوئی۔ جہاں ایک بار پھر جماعت سڈنی کے احباب جماعت مرد و خواتین نے اپنے پیارے آقا کا پُرجوش استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر مسجد بیت الہدیٰ میں نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب آسٹریلیا نے اپنی فیملی کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقات کے بعد امیر صاحب آسٹریلیا نے حضور انور سے دفتری ملاقات کی جس میں حضور انور نے مختلف امور اور معاملات کے تعلق میں امیر صاحب کو ہدایات فرمائیں۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ میلبورن کے صدر جماعت چوہدری صفدر جاوید صاحب نے اپنی عاملہ کے دو ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی اور احمدیہ سنٹر میلبورن میں بعض رہائشی حصوں کی تعمیرات کے حوالہ سے نقشہ جات پیش کرکے حضور انور سے راہنمائی اور ہدایات حاصل کیں۔

ملک فجی سے مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب اور ان کی فیملی کے افراد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اس فیملی نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ ماسٹر محمد حسین صاحب فجی کے پرانے ابتدائی مقامی احمدیوں میں سے ہیں۔ آپ نے باقاعدہ اپنی زندگی وقف کی اور اکتوبر 1983ء سے بطور لوکل مبلغ تعینات ہوئے۔ آپ نے فجیئن زبان (کویتی) کے ترجمہ قرآن کریم کی نظرثانی کا کام بھی کیا۔ آپ احمدیہ سکول لاٹوکا کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ بلکہ یہ سکول آپ کی ہی نگرانی میں قائم ہوا۔ 1971ء میں جب فجی جماعت نے اپنا پرنٹنگ پریس نور احمدیہ پریس کے نام سے شروع کیا تو آپ پریس کے امور کی اور پرنٹنگ کے کاموں کی نگرانی کرتے رہے۔ موصوف اس وقت بڑھاپے کے باعث ویل چیئر پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت والی زندگی سے نوازے۔ آمین

ملاقاتوں کے بعد پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

آج آسٹریلیا میں قیام کا آخری دن تھا اور آسٹریلیا کے اس وسیع و عریض براعظم کا 27 ایام پر مشتمل دورہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا۔

آسٹریلیا کے ابتدائی احمدیوں کا ذکر خیر

آسٹریلیا کے مختلف قبرستانوں میں جو ابتدائی احمدی مدفون ہیں ان میں سے بعض کا ذکر خیر قبل ازیں مختلف رپورٹس میں ہو چکا ہے۔

ایک اور ابتدائی احمدی محمد عالم قندھاری صاحب ہیں۔ محمد عالم قندھاری صاحب مسلمان افغان ساربانوں میں سے واحد افغان ہیں جن کے بارے میں ایک آسٹریلوی مصنفہ Madeliene Bronato نے سوانح عمری بھی لکھی ہے اور آپ کا تذکرہ آسٹریلین بائیوگرافیز میں بھی موجود ہے۔ آپ نے بطور ساربان، کان کن، ہاکر اور تاجر وغیرہ مختلف کام کئے اور بالآخر بطور طبیب (Herbalist) پریکٹس کرتے رہے اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں ہزاروں لوگ شامل تھے۔ 1934ء میں جب بعض حالات کی بنا پر مجبور ہو کر آپ نے آسٹریلیا چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو دس ہزار اور ایک حوالہ کے مطابق انیس ہزار آسٹریلوی باشندوں نے آپ سے تحریری درخواست کی کہ آپ آسٹریلیا چھوڑ کر نہ جائیں۔

آپ اپنی طبابت کی فیس نہیں لیتے تھے لیکن ہدیہ قبول کر لیتے تھے۔ جو کماتے تھے غریب اور بے کس لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ صدقہ و خیرات کر دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے مارچ 1964ء میں 108 سال کی عمر میں وفات پائی تو ایڈیلیڈ شہر میں آپ کے جنازے میں شامل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی اور لوگوں کی قطار ڈیڑھ میل لمبی تھی۔

ایک مصنفہ Christine Stevens نے آپ کے بارہ میں لکھا کہ 1930ء اور 1940ء کی دہائی میں آپ کا نام ساؤتھ آسٹریلیا کے تقریباً ہر گھر میں جانا جاتا تھا۔

آپ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات اخبارات میں شائع کرواتے رہتے تھے اور اپنے مریضوں کو بھی قرآن کریم اور اسلام کے بارہ میں پمفلٹس پڑھنے کو دیتے تھے اور دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کے بارہ میں ایک آسٹریلین رائٹر Micahel Sigler نے لکھا کہ آسٹریلیا میں غالباً آپ وہ پہلے شخص ہیں جس نے قرآنی تعلیمات کے مطابق غذا کے خواص اور انسانی جسم پر اس کے اثرات پر آواز اٹھائی اور مضامین لکھے۔ آپ کی قبر ایڈیلیڈ شہر کے قبرستان Centennial Park Cemetery میں ہے۔

آسٹریلیا کی سرزمین پر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے والے سب سے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کی تبلیغ سے کئی لوگ احمدی ہوئے۔ لیکن ان کے نام اور کوائف وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن بعض قبروں پر لگے ہوئے کتبے یہ گواہی دیتے ہیں کہ ان میں مسیح محمدی پر ایمان لانے والے دفن ہیں۔

پرتھ (Perth) شہر میں حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کی قبر کی تلاش کے دوران Karrakatta قبرستان کے مسلم سیکشن میں بعض اور قبروں کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مدفون احمدی تھے۔

مثلاً ایک قبر کے کتبہ پر حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ اشعار بھی کھدے ہوئے ہیں۔ لیکن نام پڑھا نہیں جاتا۔

”اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
اک دن یہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے
کل نفس ذائقة الموت“

آنحضرت ﷺ کے ارشاد اُذْکُرُوْا اَمْوَاتَکُمْ بِالْخَیْرِ کے تحت ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ اپنے وطن سے دور آسٹریلیا کی اس سرزمین پر دفن ہونے والے احمدی محبان کو اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

ڈرون کا مقصد محض ڈرانا نہیں

(ریحانہ صدیقہ بھٹی۔ اسلام آباد پاکستان)

ڈرون کو UAV (unmanned aerial vehical) یعنی بغیر انسانوں کے جہاز بھی کہا جاتا ہے۔ قطع نظر فوجی اور جنگی مقاصد کے ڈرون کو پانچ مقاصد میں باقاعدگی سے استعمال کیا جا رہا ہے۔

1۔ طوفانوں کے دوران انسانی زندگی کو خطرے میں ڈالے بغیر ڈرون کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بعض ڈرون تیس گھنٹوں تک پرواز کر سکتے ہیں اور اس دوران گیارہ ہزار میل کا سفر کر سکتے ہیں اور ایک طوفانی علاقے میں کوئی جہاز جس میں انسان بیٹھے ہوئے ہوں اس طرح سے معلومات اکٹھی نہیں کر سکتا۔

2۔ تھری ڈی نقشہ جات بنانے کے لیے۔ چھوٹے ہلکے وزن کے ڈرون جو جہازوں کے ماڈل کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن یہ ہزاروں کی تعداد میں تصویریں کھینچ سکتے ہیں۔ جن کو اکٹھا کر کے تھری ڈی (3D) نقشے بنائے جا سکتے ہیں۔ فوجی اور حکومتی سیٹلائٹ بھی یہ کام کر رہے ہیں لیکن ڈرون ٹیکنالوجی سے چھوٹے اداروں اور افراد کے ہاتھوں میں یہ ٹیکنالوجی آجائے گی جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ آپ کو صرف ایک بٹن دبانا ہے اور پھر اس کے بعد کسی ریموٹ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

3۔ جنگلی حیات کے بچانے کے لیے۔ امریکی حکومت اس ٹیکنالوجی کو استعمال کر رہی ہے۔ اور اس سے جنگلی حیات کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے میں بہت سہولت ہے۔

4۔ کھیتی باڑی یا فارمنگ کے لیے ڈرون کا استعمال ہو رہا ہے۔ اس پر مانیٹرنگ کرنے والے آلات لگا کر اس بات کا درست اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کہاں پر پانی، کیڑے مار ادویات یا کھاد کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ نائٹروجن کا لیول کہاں کم ہے۔ کھیت کے کس حصہ میں فصل کے بڑھنے کی کیا رفتار ہے۔

5۔ مشکل میں پھنسے افراد کو ڈھونڈنا اور مشکل سے نکالنا (search and rescue)۔ ڈرون کے ذریعے رات کے وقت بھی کسی ایکسیڈنٹ کا پتہ چلانے میں مدد مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے انسان جو بھی ایجاد کرتا ہے وہ لازماً کسی نہ کسی رنگ میں انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ خواہ وہ ایٹم بم ہو، ڈائنامائیٹ ہو یا کوئی اور ایجاد۔ یہ تو استعمال کرنے والے ہاتھوں پہ منحصر ہے کہ وہ کسی چیز کو کس مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نسل انسانی پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیزالواعظین

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 جون 2010ء میں حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیزالواعظین (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکے از 313) کے مختصر حالاتِ زندگی شامل اشاعت ہیں جو کتاب ''اصحاب صدق وصفا 313'' سے ماخوذ ہیں۔

حضرت مولوی غلام امام صاحب اصل میں شاہجہانپور کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں صوبہ آسام کے شہر منی پور میں سکونت اختیار کرگئے اور وہیں اپنی ساری عمر گزاری۔ آپ کے والد محترم شاہ محمد بن محمود شاہ ساکن جمال پور تھے۔ آپ چھوٹے سے قد کے دبلے پتلے، غریب، منکسر المزاج، کم گو، متقی اور صاف باطن شخصیت کے مالک ''عزیز الواعظین'' کا لقب پانے والے تھے۔

رجسٹر بیعت کے ریکارڈ میں حضرت غلام امام صاحبؓ کی بیعت کا نمبر 327 ہے جہاں آپ کو ابن شاہ محمد بن محمود شاہ ساکن جمال پوری حال منی پور لکھا گیا ہے۔ آپؓ منی پور میں ایک انگریز ایگزیکٹو انجینئر مسٹر مچل کے ہاں بطور خانساماں ملازم تھے اور ان کے تمام گھر کا انتظام کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''تبلیغ رسالت'' میں مندرجہ ایک اشتہار میں حضور نے اپنی جماعت کے مخلصین کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کے اخلاص کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے۔ ان مخلصین میں آپؓ کا نام بھی شامل ہے۔ نیز حضرت اقدسؑ نے ''سراج منیر'' میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء اور ''کتاب البریہ'' میں پُرامن جماعت کے ضمن میں بھی آپؓ کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح ''آئینہ کمالات اسلام'' (حصہ عربی) میں حضورؑ اپنے مریدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وَمِنَ الْاَحِبَّاءِ فِی اللّٰہِ اَخِی الْمَوْلَوِیْ غلام امام منی پور''۔

حضرت غلام امام صاحبؓ ایک صاحب الہام و رؤیا صادقہ بزرگ تھے۔ خود انگریز انجینئر آپ کی بزرگی کا قائل تھا۔ آپ دو دفعہ منی پور آسام سے قادیان گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت تک رسائی کا بڑا ذریعہ خود آپ کے کشوف ورؤیا صادقہ ہوئے۔ اس امر کو حضرت غلام امام صاحب نے قادیان کے مجمع میں بھی بیان کیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں: ''...... میں نے بہت دفعہ حضرت اقدس کو رؤیا میں دیکھا ہے اور کئی مرتبہ حضرت رسول اللہ نے بھی ان کی تصدیق کی ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں بالکل سچا ہے......''

بھارت کے دور دراز کے صوبے آسام میں آپؓ کے ذریعے احمدیت کو بہت فروغ ملا اور بہت سے افراد آپؓ کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ سلسلے کی مالی تحریکات میں بھی مسابقت کا رنگ رکھتے تھے۔ منی پور میں صدر انجمن کے سیکرٹری بھی رہے اور نہایت محنت سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان 12-1911ء میں ذکر ہے کہ:

''منی پور واقعہ آسام ...... سیکرٹری مولوی غلام امام صاحب عزیزالواعظین، اس جگہ مولوی صاحب کا وجود غنیمت ہے اور آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ مولوی صاحب کو سلسلہ سے بڑا اخلاص ہے اور بڑی محنت سے تکلیف اٹھا کر کام کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً''۔

آپ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک معقول رقم سے مدد فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا اشتہار جو انگریزی اور اردو میں تھا آپ ہی کے توسط سے آسام کے مولانا محمد امیر صاحب کے پاس پہنچا تھا۔

خلافت ثانیہ کے انتخاب پر آپؓ نے غیرمبائعین کے رویّہ پر نہایت تأسّف کا اظہار فرمایا اور انہیں امام کا دامن پکڑنے کی تلقین فرمائی۔

محترمہ بی بی غلام سکینہ صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 جون 2010ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم ناصر احمد ظفر صاحب بلوچ نے اپنی تایازاد ہمشیرہ محترمہ بی بی غلام سکینہ صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

بلوچوں کی بستی مندرانی میں احمدیت کی آمد کی تاریخ یوں ہے کہ محترم محمد شاہ صاحب ولد مکرم محمود شاہ صاحب سکنہ بستی مندرانی کو اپنے پیر میاں رانجھا کی یہ وصیت تھی کہ میں مرجاؤں گا لیکن میرے مرنے کے بعد امام مہدی تشریف لائیں گے، آپ جہاں بھی ہوں لبّیک کہتے ہوئے جا کر بیعت کرلیں۔ چنانچہ محترم محمد شاہ صاحب کو جب حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ پیدل ریت کے ٹیلوں اور پتھریلے دشوارگزار راستوں سے گزر کر اور کہیں اونٹ کی سواری کرکے حضرت اقدسؑ کے دربار میں پہنچے اور شرف بیعت پایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے ایک خط کے جواب میں اپنے دست مبارک سے یکم اپریل 1903ء کو تحریر فرمایا:

''انسان جب سچے دل سے خدا کا ہو کر اس کی راہ اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو ہر یک بلا سے بچاتا ہے اور کوئی شریر اپنی شرارت سے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اس کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ سو چاہئے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھو اور اس کی پناہ ڈھونڈو اور نیکی اور راست بازی میں ترقی کرو اور اجازت ہے کہ اپنے گھر چلے جاؤ اور اس راہ کو جو سکھلایا گیا ہے فراموش مت کرو کہ زندگی دنیا کی ناپائیدار اور موت درپیش ہے اور میں انشاء اللہ دعا کروں گا''۔

حضرت محمد شاہ صاحبؓ کو قادیان اور کشمیر میں دعوت الی اللہ کی توفیق ملی۔ آپؓ نظام وصیت میں بھی شامل تھے۔ آپ کی وفات 65 سال کی عمر میں 18 مارچ 1920ء کو کشمیر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں یادگاری کتبہ نصب کیا گیا۔

محترمہ بی بی غلام سکینہ صاحبہ یکم جنوری 1926ء کو کوہ سلیمان کے دامن میں واقع بستی مندرانی میں محترم سردار غلام محمد خان صاحب ولد حضرت حافظ فتح محمد خان صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد اپنے علاقہ میں بچوں بچیوں کو قرآن پاک پڑھانے اور حاذق طبیب ہونے کے باعث عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے دادا جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو اپنی اس معصوم پوتی کو اپنی گود میں لے لیتے اور آپ اپنے دادا کی گود میں اُن کی غیرمعمولی حسن قراءت کو ہمہ تن گوش ہوکر سنتی رہتیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میری اس پوتی کو قرآن پاک سے بے انتہا عشق ہوگا۔ اُن کا یہ فرمان بعد میں من وعن پورا ہوا۔

محترمہ غلام سکینہ صاحبہ نے 1947ء سے قبل ڈیرہ غازیخان سے JVT کا کورس مکمل کیا۔ بستی مندرانی سے ڈیرہ غازیخان شہر تقریباً 80 کلومیٹر تھا جبکہ سواری صرف اونٹ کی میسر تھی جو یہ فاصلہ دو روز میں طے کرتی۔ سفر کی درمیانی رات آپ راستہ کے ایک گاؤں میں ایک عزیز کے گھر میں پڑاؤ کرتیں۔

آپ کی شادی 1940ء میں اپنے ماموں کے اکلوتے بیٹے مکرم نور محمد خان صاحب بزدار ولد فتح محمد خان صاحب سے ہوئی۔ آپ بھی استاد تھے۔

آپ بطور معلّمہ جس سکول میں تعینات ہوتیں ہمدرد استاد کی حیثیت سے اس گاؤں میں غیرمعمولی نیک اثرات اور یادیں چھوڑ آتیں۔ دونوں میاں بیوی کی سب سے بڑی خوبی بچوں کے نصابی کورس کی تکمیل کے علاوہ انہیں قرآن پاک پڑھانا تھا۔ علاوہ ازیں طالبات اور دیگر خواتین کو طبّ کے ذریعہ بھی فیضیاب کرتیں۔ حسب ضرورت دواؤں کے ساتھ مستحقین کے مفت علاج اور ہمدردی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ ہردو بے پناہ عزت سے دیکھے جاتے اور ہردو کو کبھی کسی تعصب کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ گاؤں بزدار کی آبادی تقریباً 25 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کے تمام رہائشی اس احمدی میاں بیوی کے شاگرد ہیں۔ اور جملہ غیراز جماعت خواتین کو محترمہ غلام بی بی صاحبہ نے قرآن پڑھانے کی سعادت پائی جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

محترمہ غلام بی بی صاحبہ اپنی بزرگی اور تقویٰ کے ساتھ اطاعت نظام کی خوگر تھیں اور خلافت سے والہانہ عقیدت رکھتی تھیں۔ سب کی خیرخواہ، ہمدرد اور دعا گو خاتون تھیں۔

1965ء میں آپ کے شوہر اچانک وفات پاگئے۔ یہ صدمہ جہاں شوہر کے ضعیف و نحیف والدین کے لئے ناقابل برداشت تھا وہاں آپ کے لئے دوہرے صدمہ کے مترادف تھا۔ بیک وقت بزرگ سسرال کی خدمت کے علاوہ معصوم اولاد کی تعلیم و تربیت کی بھاری ذمہ داریاں بھی کندھوں پر آن پڑیں۔ سب سے چھوٹا بچہ 6 ماہ کا تھا اور بڑا بیٹا ساتویں جماعت میں زیرتعلیم تھا۔ تاہم آپ نے صبر اور شکر کا مثالی عملی نمونہ پیش کیا اور لمبا عرصہ دن کو اپنی سکول کی ڈیوٹی اور رات کو اپنے بزرگوں کی خدمت میں گزار دیا۔ اس باہمت ماں کی مامتا نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں بھی کمی نہ آنے دی۔ نگرانی کے ساتھ ساتھ خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتیں۔

جب آپ کے بڑے بیٹے اعلیٰ تعلیم کے بعد بطور ٹیچر تعینات ہوئے تو آپ نے اُن کو نصیحت کی کہ **استاد اگر فرشتہ نہیں تو فرشتہ سیرت ضرور ہونا چاہئے**۔ تم اپنے فرائض منصبی اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ادا کروگے تو تمہیں کبھی مشکل پیش نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ رزق میں بھی برکت ڈالتا رہے گا۔ پھر بتایا کہ آپ نے ہمیشہ اپنے بچوں کو باوضو ہوکر دودھ پلایا ہے۔

آپ کو حسب توفیق مالی قربانی کی سعادت بھی ملتی رہی۔ بستی مندرانی کی آپ پہلی خاتون تھیں جو نظام وصیت میں شامل ہوئی۔ اس کے علاوہ دیگر چندوں، صدقات وخیرات کی توفیق بھی پاتی رہیں۔

14 نومبر 2009ء کو آپ نے تقریباً 86 سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 جون 2010ء میں مکرمہ ر۔داؤد صاحبہ نے اپنی بہن مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ کا مختصر ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ نصرت جہاں صاحبہ 1969ء میں ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئیں اور 9 جون 2009ء کو صرف چالیس سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔

آپ سلسلہ کی فدائی، مہمان نواز، دکھی انسانیت کی ہمدرد اور ملنسار، سخاوت کرنے والی اور نماز، روزے کی پابند تھیں۔ طبیعت میں شگفتگی تھی اور کبھی کسی کی دل شکنی نہیں کرتی تھیں۔ آپ کا ہر عزیز بلکہ ہمسائے تک آپ کی خوبیوں کی وجہ سے آپ سے محبت رکھتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف دُور کرنے کے لئے ہر وقت کوشش کرتی رہتیں۔ گاؤں میں رہنے کے باوجود پردہ کی انتہائی پابند تھیں۔

1989ء میں آپ کی شادی مکرم حامد حسین صاحب آف محمد آباد سندھ کے ساتھ ہوئی۔ 2007ء میں کینسر جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگئیں اور بیماری کا وقت نہایت حوصلے اور صبر سے گزارا۔

ایک بیٹے کو جامعہ احمدیہ اور دوسرے کو معلمین کلاس میں بڑے شوق سے بھیجا۔ بچوں کی جدائی کو خدا کی خاطر برداشت کرتیں۔ شدید بیماری کے باوجود بیٹوں کو جامعہ سے نہ بلوایا کہ اُن کے پرچے ہورہے تھے۔ موصیہ تھیں اسلئے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 جون 2010ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

عشق میں جب سے دل کو ہارا ایک صدی سے اُوپر ہے
دُکھ کا جو بھی وقت گزارا ایک صدی سے اُوپر ہے
جسم و جاں کے زخم فقط ہم مولا کو دکھلاتے ہیں
اپنے رب پر ناز ہمارا ایک صدی سے اُوپر ہے
گھر جلوائے، ماریں کھائیں، بے وطنی کے صدمے جھیلے
عشق کا یہ بھرپور نظارہ ایک صدی سے اُوپر ہے
ظلم و جفا میں تازہ دم تم، عشق و وفا میں تازہ ہم
جھگڑا یہ اپنا تمہارا ایک صدی سے اُوپر ہے
خونِ ناحق کی قیمت تم، صدیوں تلک چکاؤ گے
قہرِ خدا کو تم نے پکارا، ایک صدی سے اُوپر ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 27, 2013 – January 2, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 27, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:00 Yassarnal Quran
01:35 Huzoor's Tours To West Africa: Documenting visit to Benin in 2004.
02:30 Japanese Service
03:35 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 17, 1997.
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 410
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55 Huzoor's Tours Of West Africa: Documentary about Huzoor's visit to Nigeria in 2004.
07:50 Siraiki Service
08:20 Rah-E-Huda
10:00 Indonesian Service
11:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:00 Quran Sab Se Acha
12:30 Dars-e-Hadith
13:00 Live Friday Sermon
14:15 Yassarnal Quran
14:40 Shottor Shondhane: Recorded on January 3, 2010.
15:20 Islami Mahino ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tours Of West Africa [R]
19:15 Real Talk
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-E-Huda

Saturday December 28, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor's Tours Of West Africa
02:10 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013.
03:20 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 411
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally: Recorded on April 24, 2011.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time
09:05 Question And Answer Session: Part 2, recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
16:00 Live Rah-E-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:30 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally [R]
19:35 Faith Matters
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-E-Huda
22:35 Story Time: An Islamic based story time program for children.
22:55 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013.

Sunday December 29, 2013

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars e Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally
02:35 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013
04:10 From Democracy To Extremism: A documentary at the ocassion of Jalsa Salana Qadian 2011. Presentation of MTA studios Qadian.
05:05 Liqa Maal Arab: Session no. 412
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 15, 2011.
08:05 Faith Matters
08:55 Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1991.
10:30 Live Jalsa Salana Qadian
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013.
14:05 Shotter Shondhane
15:00 Jalsa Salana Qadian [R]
17:00 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:25 Yassarn#al Quran
18:00 World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:30 Live Beacon of Truth
20:35 Food For Thought
21:10 The Blessed Decade Of Khilafat-e-Khaamsa
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday December 30, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Jalsa Salana Qadian
03:00 Friday Sermon: Recorded on December 27, 2013.
04:00 Real Talk
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 413
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: This programme documents Huzoor's visit to various sites in Nigeria.
08:00 International Jama'at News
08:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 31, 1999.
09:50 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 11, 2013.
10:55 Apple of Kashmir: A documentary about apples of Kashmir, regarding their different types and their cultivation.
11:25 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 7, 2008.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Apple of Kashmir
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:30 Real Talk
20:45 Rah-e-Huda
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Apple of Kashmir
23:50 Medical Matters: A series of health programmes in Urdu.

Tuesday December 31, 2013

00:20 World News
00:40 Tilawat; Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Tour Of West Africa
02:35 Kids Time
03:05 Friday Sermon: Recorded on March 7, 2008.
04:15 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 414
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally: Recorded on April 24, 2011.
08:05 Ahmadiyyat in Australia
08:30 Australian Service
08:55 Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1991.
10:10 Indonesian Service
11:10 Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 27, 2013.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
16:00 Aadab-e-Zindagi
16:30 Ahmadiyyat in Australia
17:00 Hamari Taleem
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally [R]
19:35 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 27, 2013.
20:35 Australian Service
21:00 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
22:00 Aadab-e-Zindagi
22:25 Ahmadiyyat in Australia
22:50 Question And Answer Session [R]

Wednesday January 1, 2014

00:10 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Hamari Taleem
01:35 Atfal-ul-Ahmadiyya UK Rally
02:40 Noor-e-Mustafwi
03:05 Aadab-e-Zindagi
03:45 Australian Service
04:25 Ahmadiyyat in Australia
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 415
06:05 Tilawat & Dars e Malfoozat
06:35 Al Tarteel
07:05 Huzoor's Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 29, 2013.
08:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:00 Question And Answer Session: Part 1, recorded on May 24, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:05 Tilawat & Dars e Malfoozat
12:40 Al Tarteel
13:10 Friday Sermon: Recorded on March 7, 2008.
14:15 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45 Signs of the Latter Days
16:30 Faith Matters
17:30 Al Tarteel
18:00 World News
18:30 Huzoor's Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Signs of the Latter Days
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 2, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars e Malfoozat
01:00 Al Tarteel
01:20 Huzoor's Jalsa Salana Qadian Address
02:45 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:25 Quranic Archeology
03:45 Faith Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 416
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Quran
07:10 Huzoor's Tour Of Bradford: This programme documents Huzoor's visit to East Yorkshire, inspection of the Bradford Mosque and laying of the foundation stone of Al Mahdi Mosque in Hartlepool.
08:10 Beacon of Truth
09:15 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 18, 1997.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:05 Beacon of Truth
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon on December 27, 2013.
15:10 Al-Maa'idah: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
15:40 Maseer-E-Shahindgan
16:15 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Tour Of Bradford
19:30 Faith Matters
20:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
21:00 Tarjamatul Quran Class [R]
22:00 Dars-e-Hadith
22:30 Al-Maa'idah
23:00 Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 Friday 20 December , 2013 Issue No. 51

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ آسٹریلیا 2013ء

سڈنی سے برزبن کے لئے روانگی۔ برزبن میں احباب جماعت کی طرف سے حضور انور کا والہانہ استقبال۔ برزبن کے احمدیہ سینٹر کا معائنہ۔ ''مسجد مسرور'' (برزبن) کے افتتاح کے تعلق میں خصوصی تقریب۔

❁...... یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہمارے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔

❁...... آپ کا پیغام ایک زندہ پیغام ہے اور آپ کی کمیونٹی اس پیغام کو نہ صرف سمجھتی ہے بلکہ ہر روز اس پیغام کو اپنے عمل کے ذریعہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

❁...... احمدیہ مسلم کمیونٹی جو ایک مختلف کلچر اور دینی اقدار کی نمائندہ ہے ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت کے ساتھ پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ——— (تقریب میں بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز)

❁...... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حقوق العباد کی ادائیگی، بنی نوع انسان کی خدمت اور ہمیشہ انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اہم اقدار کو اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اپنانے میں ناکام رہتا ہے لیکن اس کے باوجود باقاعدگی سے مسجد آتا ہے تو اس کی عبادت ضائع ہوگی اور مایوسی کا باعث ہوگی۔

❁...... حقیقی عبادت کا تقاضا ہے کہ بے نفس ہو کر حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ حقوق العباد اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں ایک لطیف اور گہرا تعلق ہے۔

❁...... یہ ہمارے دلوں میں موجود محبت اور ہمدردی خلق ہی ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سطح پر دنیا کے رہنماؤں کی توجہ قیامِ امن اور عدل کی طرف مبذول کروا رہی ہے۔

——— (''مسجد مسرور'' کے افتتاح کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

❁...... خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کر دیا ہے۔ ❁...... آپ کا دلکش پیغام حکمت سے پُر تھا۔ ❁...... حضور انور ایک عالمی رہنما ہیں۔ آپ کا خطاب نہایت غیر معمولی تھا۔ ❁...... آپ کے پیغام میں دنیا کے لئے امید کی ایک کرن تھی۔ ——— (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ مسجد مسرور برزبن کا خطبہ جمعہ سے افتتاح۔ تقریب آمین۔ برزبن کے مضافاتی علاقہ کی سیر۔ اعلان نکاح۔ برزبن سے سڈنی واپسی۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

21 اکتوبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر دس منٹ پر ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے موصولہ ڈاک، فیکسز، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

گیارہ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ مولوی نذیر الحسن تھانوی صاحب حضور انور سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات قریباً بیس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

سڈنی کے مضافاتی علاقہ کی سیر

آج جماعت سڈنی نے سڈنی شہر کے ایک پُر فضا مقام پر سیر کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور سیر کے لئے روانگی ہوئی۔

سڈنی شہر کے ایک طرف ''مسجد بیت الہدیٰ'' سے قریباً سوا گھنٹے کی مسافت پر سمندر کے کنارے سرسبز و شاداب پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ ان پہاڑوں اور سمندر کے درمیان مختلف آبادیاں ہیں۔ یہ سارا علاقہ بہت خوبصورت ہے اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں ایک بلند جگہ پر ایک ریسٹورنٹ Panorama House میں پروگرام کے مطابق دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ بعد ازاں یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات سے یہ خوبصورت علاقہ دیکھا اور ویڈیو بھی بنائی اور کچھ دیر کے لئے سیر کی۔

چار بجکر پینتالیس منٹ پر یہاں سے واپس جانے کے لئے روانگی ہوئی اور چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بیت الہدیٰ'' تشریف آوری ہوئی اور حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

آج خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے ایک فٹبال میچ کے انعقاد کا پروگرام بنایا تھا۔ خدام کی دو ٹیمیں اس طرح ترتیب دی گئی تھیں کہ ایک ٹیم میں تیس سال سے زائد عمر کے خدام تھے اور دوسری ٹیم میں تیس سال سے کم عمر کے خدام تھے۔

چھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اپنے خدام کا یہ میچ دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور کی آمد پر دونوں ٹیمیں ایک قطار میں کھڑی تھیں۔ حضور انور نے سب کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور میچ شروع ہونے سے قبل دعا کروائی۔ میچ کا دورانیہ قریباً نصف گھنٹہ کا تھا۔ میچ برابر رہا اور پھر پینلٹیز کے ذریعہ تیس سال سے زائد عمر کے کھلاڑیوں نے یہ میچ جیت لیا۔

حضور انور نے ازراہ شفقت جیتنے والی ٹیم کو کپ عطا فرمایا اور دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کو انعامات عطا فرمائے۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں نے ایک بار پھر حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور علیحدہ علیحدہ گروپ تصاویر بھی بنوائیں۔ یہ دونوں ٹیمیں جزائر فجی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ان خدام پر مشتمل تھیں جو اب آسٹریلیا میں ہی آباد ہیں۔

میچ کے دوران ایک خادم کو چوٹ لگ گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس جاتے ہوئے ازراہِ شفقت اس خادم کے پاس (جسے گراؤنڈ سے باہر طبّی امداد دی جارہی تھی) تشریف لے گئے اور اس کا حال دریافت فرمایا۔ کتنا خوش نصیب تھا یہ فجی کا خادم جو اپنے پیارے آقا کی بے پناہ شفقتوں اور محبتوں کا مورد بنا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے واپس آتے ہوئے لنگر خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے کارکنان سے شام کے کھانے کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آلو گوشت اور چاول وغیرہ پکائے گئے تھے۔ اس موقع پر لنگر خانہ کے تمام کارکنان نے اپنے آقا کے اردگرد کھڑے ہو کر تصاویر بنوائیں۔

بعد ازاں سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الہدیٰ'' تشریف لائے اور نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

22 اکتوبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر دس منٹ پر ''مسجد بیت الہدیٰ'' تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں